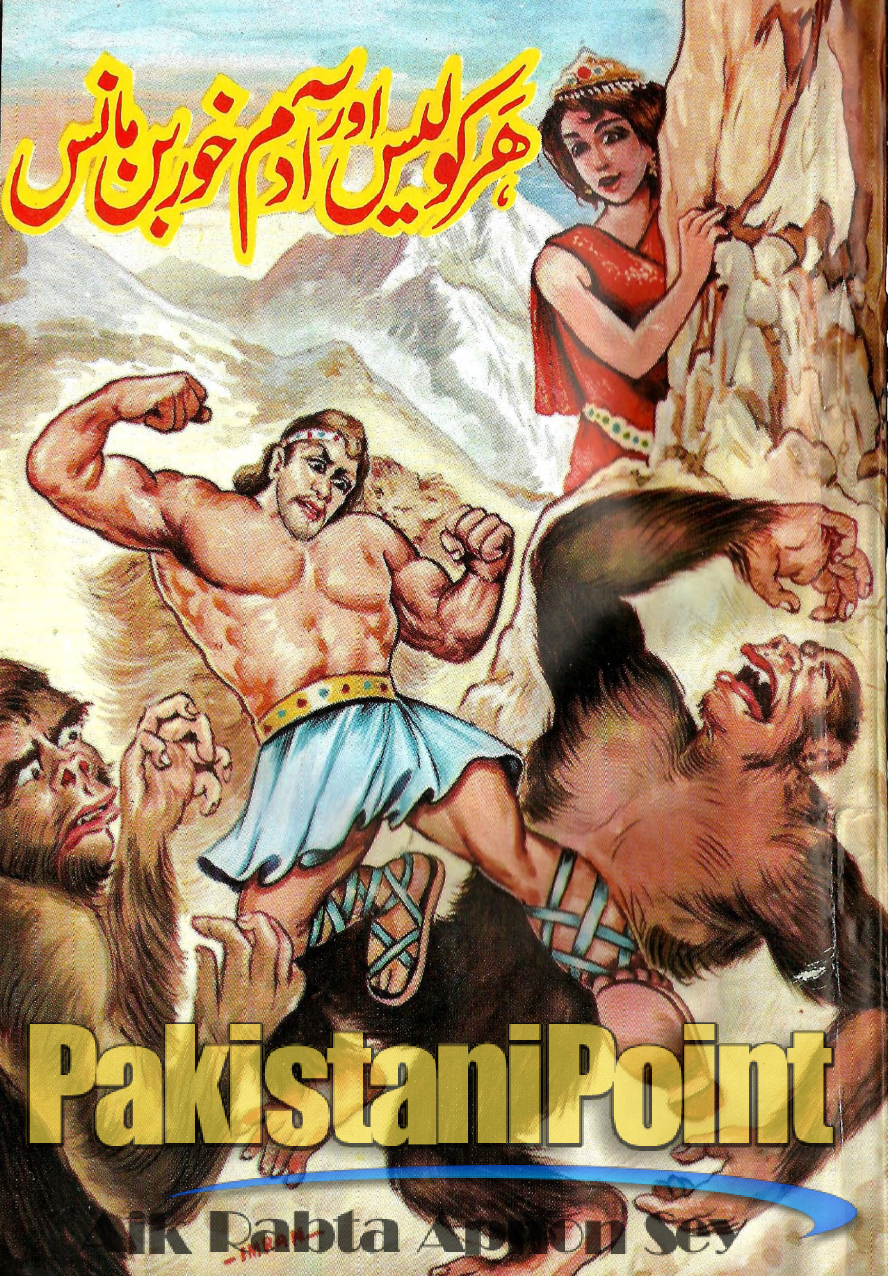

ھرکولیس اور آدم خور بن مانس
PakistaniPoint
Aik Rabta Apnon Sey

پیارے بچّوں کے لئے ہرکولیس کا انتہائی دلچسپ کارنامہ

ہرکولیس اور آدم خور بن مانس

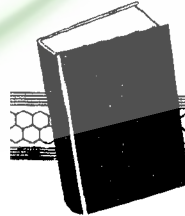


اطہر قریشی

یوسف برادرز الحمد مارکیٹ اردو بازار لاہور
Mob:0300-9401919



ناشران ------ یوسف قریشی
-------- اشرف قریشی
ادارہ ------ یوسف برادرز ملتان
طابع ------ پرنٹ یارڈ پرنٹرز لاہور
قیمت ------ 25/- روپے



آج سے تقریباً تین ہزار سال پہلے کی بات ہے کہ ملک یونان پر کرانوس نامی بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ وہ بڑا ظالم انسان تھا اور ویسے بھی شکل و صورت اور ڈیل ڈول کے لحاظ سے بھی دیو معلوم ہوتا تھا۔

چونکہ اس زمانے میں یہ رواج تھا کہ جو شخص سب سے زیادہ طاقت ور اور بہادر ہوتا وہی ملک کا حکمران بنتا تھا

اس لئے کرانوس کو ہر وقت اس بات کی فکر رہتی تھی کہ کوئی شخص اسے پچھاڑ کر اسکی حکومت پہ قبضہ نہ کر لے۔

بادشاہت کے لالچ نے اسے اندھا کر دیا تھا۔ جو شخص بھی اس سے مقابلے کیلئے

آتا۔ کرانوس اسے مقابلے سے پہلے ہی موت کے گھاٹ اتروا دیتا۔

ایک دفعہ دریائے کلاڈیئس کے کنارے پر آباد ایک گاؤں کا رہنے والا ایک بہت ہی خوبصورت اور بہادر نوجوان کرانوس کے دربار میں آیا اور اسے مقابلے کے لئے للکارا۔

بادشاہ کرانوس نے اسے بھی ہلاک کروا دینے کی کوشش کی لیکن اس کی ذہانت اور بہادری کے سامنے اس کا کوئی حربہ کارگر ثابت نہ ہوا۔

اب تو بادشاہ کرانوس کو مجبوراً اس کے مقابلے پر آنا پڑا۔

کرانوس نے نوجوان کو مخاطب کر کے کہا۔

"نوجوان مجھے تمہاری جوانی پر ترس آتا ہے مجھ سے مقابلہ کر کے کیوں اپنی موت کو آواز دے رہے ہو۔ میں تمہیں اپنے فولادی بازوؤں میں جکڑ کر چند لمحوں میں موت کے منہ میں پہنچا دوں گا۔"

لیکن نوجوان پر اس کی باتوں کا بالکل اثر نہ ہوا۔ وہ کھڑا مسکرا رہا تھا۔

نوجوان کی جرأت اور مردانہ وجاہت کو دیکھ کر سب کا خیال یہی تھا کہ وہ ظالم کرانوس کو ضرور شکست دے دے گا۔

پہلا مقابلہ رتھوں کے دوڑانے کا تھا۔ بادشاہ کی رتھ بہت مضبوط تھی اور اس کے گھوڑے بھی بہت تیز رفتار تھے۔

اُدھر نوجوان کو جو رتھ دی گئی تھی بادشاہ نے بڑی چالاکی سے اس کے دُھرے کمزور کروا دیئے۔ گھوڑے بھی اچھے نہ تھے۔

مقابلہ شروع ہوا تو تھوڑی دیر بعد نوجوان کے رتھ کا دُھرا ٹوٹ گیا۔ اور وہ قلابازیاں کھاتا ہوا رتھ سے نیچے گر گیا۔

بادشاہ جو اسی انتظار میں تھا۔ اس نے نوجوان کے سنبھلنے سے پہلے اس پر حملہ کر کے اس کا کام تمام کر دیا۔

نوجوان کی موت پر ہر شخص کو افسوس ہوا اس کے بعد ملک میں کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ کرانوس سے مقابلے کے لئے سوچ بھی سکے۔

کرانوس کے مظالم پہلے سے بھی بڑھ گئے
اس کے دربار کے وزیر مشیر سب اس سے
خوف کھاتے تھے۔

اس کے برعکس بادشاہ کی ملکہ جس کا نام
حریرہ تھا بہت اچھی اور رحمدل خاتون تھی
جس کی وجہ سے عوام اسے بہت چاہتے
تھے

کرانوس کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی، ملکہ
ہر وقت اولاد کے لئے دعائیں مانگا کرتی
تھی کرانوس بھی کبھی کبھی اس کمی کو
محسوس کرتا تھا

بہار کا موسم تھا۔ باغوں میں ہر طرف
ہریالی چھائی ہوئی تھی۔ انسان حیوان سب
خوشی کے نغمے گا رہے تھے۔

انہی دنوں بادشاہ کرانوس کسی خاص مہم کے
سلسلے میں ملک سے باہر گیا ہوا تھا کہ ملکہ
کی دعائیں قبول ہوئیں اور اس کے ہاں ایک
چاند سا ننھا منا بیٹا پیدا ہوا

ملکہ بیٹے کو دیکھ کر خوشی سے پھولی نہیں

سما رہی تھی۔

محل میں خوشی کے شادیانے بجنے لگے
ملکہ کی طرف سے غریبوں اور محتاجوں میں
کھانا تقسیم کیا گیا

بیٹے کی پیدائش کی اطلاع جب کرانوس
کو پہنچی تو اسے بھی بڑی خوشی ہوئی۔
لیکن پھر وہ ایکدم ناخوش نظر آنے لگا
وہ اس مہم کو چھوڑ کر فوراً اپنے ملک واپس
آ گیا

بیٹے کی پیدائش پر اس کے ناخوش ہونے
کی وجہ یہ تھی کہ اسے یہ خیال پیدا ہو
گیا تھا کہ میرا بیٹا بڑا ہو کر مجھے کشتی
میں پچھاڑ کر تاج و تخت پر قبضہ کر لے
گا۔

اس سوچ نے کرانوس کو پاگل کر دیا۔
وہ اس وقت خونخوار درندہ نظر آنے لگا، وہ
چنگھاڑتا ہوا ملکہ کے کمرے میں پہنچا۔
ملکہ اس کا چہرہ دیکھ کر سہم گئی۔
کرانوس نے گرج کر کہا۔ "کہاں ہے میرا

اور میرے تخت و تاج کا دشمن۔ میں اسے
کچّا کھا جاؤں گا۔"

ملکہ چیختی چلّاتی رہ گئی۔ لیکن کرانوس کسی
بھوکے بھیڑیے کی طرح بچّے پر جھپٹا۔

چند دنوں کا ننھا منا اور گول مٹول سا
شہزادہ آنکھیں بند کیے بڑے مزے سے
مخمل کے بستر پر بے خبر سو رہا تھا۔ اور
اسے معلوم نہ تھا کہ چند لمحوں کے بعد اس
کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔

شہزادے کی ماں یعنی ملکہ حریہ بادشاہ
کرانوس کا غصّے سے بھرا خوفناک اور کرخت
چہرہ دیکھ کر تھر تھر کانپ رہی تھی۔ اس کی
چیخیں ایکدم گھٹ کر رہ گئی تھیں۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کیا کرے
ایک بار وہ اپنی تمام قوت جمع کرکے اپنے
لختِ جگر کو اپنی بانہوں میں لینے کے لئے
جھکی۔

لیکن ظالم کرانوس نے اسے بازو سے پکڑ
کر جھٹکے کے ساتھ ایک طرف ہٹا دیا۔

اور پھر اپنے بڑے بھاری بھرکم ہاتھ نازک
سے بچّے کی طرف بڑھائے۔ اور یونان کے
شہزادے یعنی اپنے بیٹے کو کسی خطرناک دشمن
یا موذی جانور کی طرح گردن سے پکڑ کر
اٹھا لیا۔

ننھے منّے شہزادے کے منہ سے ہلکی سی
اوں آں نکلی۔ اس کے ساتھ ہی سنگدل
کرانوس بچّے کو ایک ہی ہاتھ میں لٹکائے
تیزی سے ملکہ کی خواب گاہ سے باہر نکل آیا

بے چاری ملکہ دھاڑیں مار مار کر رونے
لگی اور چلّا چلّا کر کہنے لگی

"میرے بچّے کو واپس لاؤ۔ میرے بچّے کو
واپس لاؤ۔"

لیکن وہاں کسی میں ہمت نہ تھی کہ وہ
بادشاہ کرانوس کو اس کے ارادے سے روکے
یا باز رکھے۔

سارے نوکر چاکر اور غلام کنیزیں دم
سادھے خاموش تھے۔ لیکن اس دردناک منظر
کو دیکھ کر سب کی آنکھوں میں آنسو رواں

تھے۔

ملکہ اپنے بچّے کے غم میں روتے روتے بیہوش ہو گئی اور ایسی بے ہوش ہوئی کہ دو دن تک اسے ہوش نہ آ سکا۔

دو دن بعد جب اسے ہوش آیا تو اس نے اپنی خاص کنیزوں اور دوسرے ہمدرد لوگوں کے ذریعے معلوم کروایا کہ آخر بادشاہ نومولود شہزادے اور اس کے جگر کے ٹکڑے کو اس سے چھین کر کہاں لے گیا ہے۔ لیکن اس کے بارے میں کوئی اسے نہ بتا سکا۔

ملکہ نے بیٹے کا کوئی نام بھی تجویز نہیں کیا تھا۔ وہ تو چاہتی تھی کہ اس کا باپ یعنی کرانوس جب مہم سے فتح مندی کے ساتھ واپس آئے گا تو اپنے شہزادے کا کوئی اچھا سا خوبصورت سا نام رکھے گا۔ لیکن کرانوس کی آمد نے تو اس پر غموں کے پہاڑ توڑ دیئے تھے۔

ایک دن ملکہ کے ذہن میں ایک ایسی بات آئی کہ اس کے چہرے پر اطمینان کی لہر دوڑنے لگی اور اس کی آنکھوں میں انتقام

کی آگ بھڑک اٹھی۔ وہ اپنی اس بات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لینے لگی۔ آخر کافی دنوں کی سوچ بچار اور غور و خوض کے بعد ایک دن اس نے اپنی ایک خاص کنیز کو جس پر اسے پورا اعتماد تھا اپنے پاس بلایا اس کنیز کا نام "ہیپو" تھا۔

ہیپو ایک بہت خوبصورت اور ملکہ کی وفادار کنیز تھی۔

ہیپو نے حسب عادت مسکراتے ہوئے کہا۔

"ملکہ عالیہ! آپ نے مجھے یاد فرمایا ہے۔"

ملکہ نے کہا۔

"ہاں ہیپو! ایک بہت ضروری کام ہے۔"

ہیپو بولی۔

"آپ حکم فرمائیں۔ کنیز آپ کے اشارے پر جان تک قربان کر دے گی۔"

ملکہ نے اسے قریب بلا کر اس کے کان میں کوئی بات کہی جسے اس نے بہت غور سے سُنا۔

اس کے بعد ملکہ نے ایک تہہ کیا ہوا کاغذ

ہیپو کو دیا جسے اس نے بڑی احتیاط سے اپنے پاس رکھ لیا اور یہ کہتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔



"ملکہ عالیہ! آپ مطمئن رہیں۔ کنیز آپ کے اس کام کو پورا کر کے ہی رہے گی، چاہے اس کے لئے جان ہی کیوں نہ دینی پڑے۔"

آدھی رات کا وقت تھا۔ چاند اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا۔ ہر طرف چھٹکی ہوئی چاندنی سے ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے زمین پر چاندی کی چادر بچھا دی گئی ہو۔

سیاہ رنگ کے لباس میں ملبوس ایک نوجوان بڑے محتاط انداز میں ادھر اُدھر دیکھتا ہوا ملکہ کی خواب گاہ میں آیا۔

ملکہ شاید اسی کے انتظار میں تھی۔

اس نے اسے دیکھ کر کہا۔

"شاباش!"

یہ ہیپو تھی۔ جس نے مردانہ لباس پہن رکھا تھا۔

ملکہ نے دھیمی آواز میں اسے کچھ ہدایات دیں

اور پھر دونوں اندھیرے میں چلتی ہوئیں مختلف کمروں اور برآمدوں سے ہو کر محل کے وسیع و عریض صحن میں پہنچیں۔

وہ محل کے بڑے دروازے کی طرف جانا ہی چاہتی تھیں کہ اچانک دو پہرے دار ان کی طرف لپکے

ملکہ، ہیپو کا ہاتھ پکڑ کر فوراً ایک بڑے ستون کی اوٹ میں چلی گئی۔ ملکہ نے سمجھا کہ پہریدار ان کی طرف آ رہے ہیں لیکن اس کا خیال غلط نکلا۔

ان کی نظر ملکہ اور ہیپو پر نہیں پڑی تھی اور وہ ان کے قریب سے گزرتے چلے گئے۔

ملکہ اور ہیپو جلدی سے محل کے بڑے چوبی دروازے سے باہر آئیں۔

دروازے سے تھوڑے فاصلے پر ایک گھوڑا تیار کھڑا تھا۔ ہیپو نے آگے بڑھ کر اس کی لگام تھامی اور اس پر سوار ہو گئی۔ ملکہ نے اسے خدا حافظ کہا اور فوراً اپنی خواب گاہ میں واپس آ گئی۔

آ گئی۔

ہیپو کی روانگی کی کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔

ملکہ حریرہ نے تہہ کیا ہوا جو کاغذ ہیپو کے حوالے کیا تھا وہ ایک خط تھا جو ملکہ نے جزیرہ کریٹ کے حاکم ہرکولیس کو لکھا تھا۔

ہرکولیس اپنی بہادری اور بے پناہ قوت کی وجہ سے طاقت کا دیوتا سمجھا جاتا تھا۔ ملکہ نے اس خط میں اپنے ننھے مُنّے بچّے کے ختم ہونے کی مکمل درد بھری داستان لکھی تھی۔ اور ہرکولیس کو اپنی مدد کے لئے ہلیس (یونان)، بلایا تھا۔

ہیپو رات کے اندھیرے میں برق رفتاری سے گھوڑا دوڑاتی ہوئی تیزی سے سفر کر رہی تھی۔ اس کا سفر خاصا طویل تھا اور وہ چاہتی تھی کہ صبح سورج نکلنے سے پہلے ہلیس کی حدود سے باہر نکل جائے۔

ابھی کچھ رات باقی تھی کہ وہ شہر سے

باہر سرحدی علاقے کے قریب پہنچ گئی۔ وہ خوش تھی کہ وہ سب کی نظر بچا کر نکل آئی ہے۔

اچانک اسے اپنے عقب میں گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔ اس نے فوراً گھوم کر دیکھا۔

شاہی فوج کے سپاہی اس کا تعاقب کرتے ہوئے آ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر ہیپو کی پیشانی پر پسینے کے چھوٹے چھوٹے قطرے پھوٹ آئے

یکدم اس کے ذہن میں خیال پیدا ہوا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ اس کے جزیرہ کریٹ کی طرف جانے کا بادشاہ کو علم ہو گیا ہو اس طرح تو اس کے ساتھ ساتھ ملکہ کی جان بھی خطرے میں تھی۔

ہیپو ایک نڈر اور بے خوف عورت تھی اس نے اپنے آپ سے کہا۔ چاہے میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے میں ملکہ کا خط ہرکولیس تک ضرور پہنچاؤں گی۔

اس نے گھوڑے کو ایسی ایڑ لگائی کہ وہ

ہوا سے باتیں کرنے لگا۔ اور پھر کچھ دیر میں وہ ہیلیس کی سرحد پار کر گئی۔

اس کے پیچھے آنے والے گھوڑے بدستور اس کا تعاقب کر رہے تھے۔ اور ان کی رفتار بہت تیز تھی۔

تھوڑی دیر بعد دن کا اجالا پھیلنے لگا۔ ہیپو کے لئے خطرہ حد سے بڑھ چکا تھا لیکن وہ اس سے بے پرواہ بڑی ہوشیاری سے آگے بڑھتی رہی۔

جب سورج نے اپنی پوری آنکھ کھولی تو ہیپو کا گھوڑا اونچی اونچی چٹانوں کے درمیان دوڑ رہا تھا

چڑھائی اور ناہموار زمین کی وجہ سے گھوڑے کی رفتار کم ہونا شروع ہو گئی۔ پیچھے آنے والے گھڑ سوار لمحہ بہ لمحہ قریب آ رہے تھے۔

ہیپو کا گھوڑا گذشتہ ساری رات بھاگنے کی وجہ سے اب کافی تھک بھی چکا تھا۔ دو گھنٹے کی مزید مسافت کے بعد پہاڑی سلسلہ ختم ہو گیا اور جنگل شروع ہو گیا۔

جو آہستہ آہستہ گھنا ہو رہا تھا۔

اب ہیپو کے چہرے پر پہلے جیسے پریشانی کے آثار نہیں تھے۔ اس دوران ہیپو نے گھڑ سواری کے وہ جوہر دکھائے کہ اس کے پیچھے آنے والے حیرت زدہ رہ گئے۔ اس کی مہارت کا اندازہ اس سے ہوتا تھا کہ جیسے ہی وہ قریب پہنچتے، ہیپو گھوڑے کو ایڑ لگا کر اس چابکدستی سے دائیں بائیں موڑ لیتی کہ ان کے گھوڑے گرتے گرتے بچتے۔

گھنا جنگل شروع ہوتے ہی اس میں جیسے نیا خون پیدا ہو گیا تھا۔ ایک جگہ وہ گھوڑے کو درختوں کے ایک بڑے جھنڈ کے پیچھے لے گئی اور پھر بڑی تیزی اور پھرتی سے گھوڑے سے اتر کر خالی گھوڑے کو آگے بھگا دیا۔

تعاقب کرنے والے خالی گھوڑے کا پیچھا کرتے ہوئے آگے نکل گئے۔ اس طرح ہیپو انہیں دھوکہ دینے میں کامیاب ہو گئی۔ اس نے اپنے چہرے سے نقاب اتار کر

پھینک دیا اور مردانہ لباس سے اپنے اصلی لباس میں آ گئی۔ اس کے فوراً بعد اس نے درختوں سے کچھ پتے اور نرم شاخیں توڑ کر اپنے سر کے گرد اس طرح باندھ لیے جیسے وہ کوئی جنگلی لڑکی ہو۔

اب وہ پیدل ہی اپنی منزل کی طرف جا رہی تھی۔ یہ اس نے اس لیے کیا تھا کہ اگر وہ سارا دن بھی گھوڑا بھگاتی رہتی تو وہ اس کا پیچھا نہ چھوڑتے۔

زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ وہ سوار اس کا گھوڑا پکڑے اس کے سامنے آ پہنچے۔ انہیں دیکھ کر تو جیسے ہیپو کی جان ہی نکل گئی۔ لیکن اس نے گھبراہٹ چہرے پر نہ آنے دی۔

ایک سوار نے اسے مخاطب کر کے گرجدار آواز میں کہا۔

"لڑکی! کیا تم نے یہاں سے کسی نقاب پوش نوجوان کو تو بھاگتے ہوئے نہیں دیکھا۔"

ہیپو جان گئی کہ یہ لوگ اس سے بالکل

واقف نہیں ہیں۔ اور اس کا وہ خدشہ بھی دور ہو گیا۔ جس نے اسے پریشان کر کے اندھا دھند گھوڑا بھگانے پر مجبور کر دیا تھا۔

ہیپو نے دکھاوا کرتے ہوئے ڈری ڈری آواز میں سوار کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں۔ میں نے ابھی بائیں جانب درختوں کے پیچھے ایک نقاب پوش کو تیزی سے بھاگتے ہوئے دیکھا ہے۔"

اس طرح اس نے انہیں ایک بار پھر چکر دے دیا۔ اور پھر اطمینان سے اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئی۔

دوسرے روز ہیپو ایک دریا کے کنارے پہنچی۔ دریا کا پانی جھاگ اڑاتا، شور مچاتا ہوا تیزی سے بہہ رہا تھا۔ اس کا پاٹ میلوں میں پھیلا ہوا تھا۔

ہیپو کو یہ دریا عبور کر کے اپنی منزل پر پہنچنا تھا۔

دریا کے جوش کو دیکھ کر بڑے سے بڑے بہادر نوجوان بھی اس میں کودنے کی

ہمت نہ کرتے تھے۔ اور پھر خونخوار دریائی بلائیں جن کا سنتے ہی آدمی کانپ جائے۔

لیکن ہیپو جو ملکہ حریرہ کے لئے اس کے ظالم شوہر کرانوس کو اس کے کئے کی سزا دینے کی خاطر اپنی جان تک کی بازی لگا دینے کے لئے تیار تھی۔ بلا خوف دریا میں کود گئی۔ اور پانی کو چیرتے ہوئے بڑی تیزی سے دوسرے کنارے کی طرف جانے لگی۔

اس کی خوش قسمتی تھی کہ اسے کسی دریائی بلا کا سامنا نہ کرنا پڑا۔

کئی گھنٹوں کی لگاتار سخت محنت کے بعد وہ دوسرے کنارے پر پہنچی۔ یہیں سے جزیرہ کریٹ کی حد شروع ہوتی تھی۔

ابھی وہ اگلے قدم کے بارے میں سوچ ہی رہی تھی کہ دو بہت ہی تنومند آدمی گھوڑوں پر سوار اس کے پاس آئے۔ اور بغیر کچھ کہے اسے گھوڑے پر بٹھا کر ایک جانب جانے لگے۔

کچھ دور جا کر ہیپو نے ایک اور آدمی کو کھڑے دیکھا جو ان سے بھی زیادہ صحت مند اور خوبصورت نوجوان تھا۔ اس نے گھیرے دار لباس پہنا ہوا تھا۔ اس کی کمر میں ایک پیٹی بندھی ہوئی تھی۔ جس پر چھوٹے بڑے کئی نگینے جگمگا رہے تھے۔ اور اس کی کمر پہ شیر کی کھال لٹک رہی تھی۔

ہیپو کو لانے والے گھوڑوں سے اتر کر

اس کو بازوں سے پکڑے اسی آدمی کی طرف جانے لگے۔

ہیپو کے چہرے پر کسی قسم کے خوف یا گھبراہٹ کے آثار نہ تھے۔

اس آدمی نے دو قدم آگے بڑھ کر بڑے بارعب لہجے میں پوچھا۔

"یہ لڑکی کون ہے؟"

"ہرکولیس! یہ لڑکی دریا عبور کر کے ہماری سرحد میں داخل ہوئی ہے۔ ہمارے خیال کے مطابق یہ کسی ملک کی جاسوسہ ہے۔"

"ہرکولیس کا نام سن کر ہیپو دل میں بہت خوش ہوئی کہ وہ اپنی منزل تک پہنچ چکی ہے اور یہ مضبوط جسم کا خوبصورت آدمی جزیرہ کریٹ کا ہرکولیس ہے۔ وہ ملکہ حریرہ کی نظر انتخاب پر داد دیئے بغیر نہ رہ سکی۔ کیونکہ یہ شخص ظالم کرانوس سے نمٹنے کی پوری اہلیت رکھتا تھا۔

"ہیپو نے آگے بڑھ کر آداب بجا لاتے ہوئے کہا۔

"میرا نام ہیپو ہے اور میں طاقت کے دیوتا ہرکولیس کی خدمت میں ہیلس (یونان) کی ملکہ کا ایک پیغام لے کر آئی ہوں"

ہرکولیس نے پہلے والے انداز میں کہا۔

"اے لڑکی! آخر وہ ایسا کون سا پیغام ہے جس کے لئے تمہیں چھپ کر یہاں آنا پڑا۔"

ہیپو نے بات کرنے سے پہلے دائیں بائیں کھڑے ہوئے آدمیوں کی طرف دیکھا تو ہرکولیس نے اس کی ہچکچاہٹ بھانپتے ہوئے کہا۔

"ہیپو! گھبرانے کی کوئی بات نہیں یہ دونوں میرے بھائی ہیں۔"

ہیپو نے اپنے آنے کا مقصد اور ملکہ حریرہ کے ساتھ بیتنے والا تمام ماجرا کہہ سنانے کے بعد ملکہ کا خط ہرکولیس کو دیا۔

خط پڑھتے ہی ہرکولیس کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئیں۔ اور اس نے پہلو میں لٹکی ہوئی تلوار کے دستے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"ہیپو! میں جلد ہی اپنے بھائیوں کے ہمراہ

ہیلس پہنچ کر خون آشام درندے کرانوس سے دنیا کو پاک کر دوں گا۔

اس کے بعد ہرکولیس ہیپو کو لے کر اپنے عظیم الشان ٹھکانے پر آیا جہاں ہیپو نے ہرکولیس کے دوسرے بھائیوں سے ملاقات کی یہ بھی ہرکولیس کے دوسرے بھائیوں کی طرح بڑے صحت مند اور بہادر تھے۔ اور وہ اس وقت ایک قوی ہیکل بھینسے سے زور آزمائی کر رہے تھے۔

یہ دیکھ کر ہیپو کو یقین ہو گیا کہ یہ لوگ ہیلس پہنچ کر کرانوس کا تکبر خاک میں ملا دیں گے۔

ہیپو جلد ہی واپس لوٹ جانا چاہتی تھی لیکن ہرکولیس کے اصرار پر کہ وہ طویل سفر کر کے آئی ہے اور بہت تھکی ہوئی ہو گی۔ اسے تین روز تک معزز مہمانوں کی طرح ٹھہرایا گیا اور طرح طرح کے کھانوں سے اس کی تواضع کی گئی۔

تیسرے روز ہیپو کی روانگی کے وقت ہرکولیس نے اس سے کہا کہ وہ شام تک مزید ٹھہرے کیونکہ وہ خود ہیپو سے پہلے ہلیس پہنچنا چاہتا تھا۔

ایک تو اس کا خیال تھا کہ اس کے وہاں پہنچنے کی کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔ دوسرے اگر وہاں ہیپو کی رہنمائی کی ضرورت پڑے تو اس کے بعد میں پہنچنے پر اس کی ضرورت کو پورا کیا جا سکے۔

ہیپو کو ہرکولیس کی تجویز بہت پسند آئی۔ کیونکہ اس کا ہرکولیس کے ساتھ جانے سے اس بات کے کھلنے کا اندیشہ تھا کہ ملکہ حریرہ نے ہرکولیس کو مدد کے لئے بلایا ہے۔ اور

یہ بھی تو ممکن تھا کہ ہیپو کا ہلیس سے روانگی کے بارے میں اب تک بادشاہ کرانوس کو معلوم ہو چکا ہو۔ اس طرح اس کی جان کے لئے شدید خطرہ تھا۔

مظلوم کی مدد کرنا اور ظالم کو اس کے کئے کی سزا دینا ہرکولیس اپنا فرض سمجھتا تھا۔ اس لئے ملکہ حریرہ کے بلانے پر وہ فوراً ہلیس جانے پر تیار ہو گیا۔

ہرکولیس نے اپنے چاروں بھائیوں کو خشکی کے راستے ہلیس پہنچنے کی ہدایت کی اور یہ بھی کہ وہ ہلیس میں وہاں کے مقامی باشندوں کے لباس میں شہر کے جنوب کی طرف سے داخل ہوں۔ اس کے بعد اس نے کچھ باتیں ہیپو کو سمجھائیں اور خود اپنے سیاہ رنگ کے گھوڑے پر سوار ہو کر دریا کی جانب روانہ ہو گیا۔

ہرکولیس کا گھوڑا بہت خوبصورت اور خوب بھرے بھرے جسم کا تھا۔ اس کا قد عام گھوڑوں سے کافی بڑا تھا۔ ہرکولیس کبھی کسی

اور گھوڑے پر سواری کرتا تو وہ گھوڑا تھوڑی دیر بعد ہانپنے لگتا۔

یہ واحد گھوڑا تھا جس پر ہرکولیس مسلسل کئی کئی گھنٹے سفر کرتا لیکن وہ ہر دم تازہ معلوم ہوتا تھا۔

ہرکولیس نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور وہ ہوا سے باتیں کرنے لگا۔

کچھ دیر بعد وہ دریا کے کنارے پہنچ گیا۔ اب اس کے گھوڑے کا رُخ دریا کے بہاؤ کی مخالف سمت یعنی شمال کی طرف تھا۔

چھ گھنٹے کی لگاتار مسافت کے بعد اس کا گھوڑا ایسے علاقے میں پہنچ گیا، جہاں دریا کا پاٹ کافی چوڑا تھا اور اس کے دونوں اطراف اونچی نیچی چٹانیں تھیں۔

یہاں ہرکولیس گھوڑے کو روک کر نیچے اترا اور اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔

"اچھا، بہادر شیر! اب تم واپس جاؤ"

یہ سن کر گھوڑا جس کا نام شیر بہادر تھا ایک بار زور سے ہنہنایا۔ پھر اپنا اگلا دایاں

پاؤں زور زور سے زمین پر مارنے لگا، جیسے کہہ رہا ہو میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گا۔"

ہرکولیس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں نہیں شیر! تم ساتھ نہیں جا سکتے"

گھوڑے نے چند لمحے ہرکولیس کو عجیب سی نگاہوں سے دیکھا پھر رُخ موڑ کر اسی راستے پر بھاگ کھڑا ہوا جدھر سے وہ آئے تھے۔

دیکھتے ہی دیکھتے وہ نظروں سے غائب ہو گیا۔

دوپہر کا وقت تھا۔ سورج اپنی پوری شدت دکھا رہا تھا۔ دریا کا پانی کسی مست ہاتھی کی طرح پتھروں سے ٹکراتا، شور مچاتا ہوا تیزی سے رواں تھا۔

ہرکولیس ایک چٹان پر چڑھ گیا اور اونچائی سے دریا میں کودا۔ وہ ویسے بھی دریا میں اتر سکتا تھا لیکن اس گرمی میں وہ سفر کے ساتھ ساتھ نہانے کا مزہ بھی لینا چاہتا تھا۔ وہ

اپنے فولادی بازوؤں سے پانی کو چیرتا ہوا تیزی سے دریا کے دوسرے کنارے کی طرف جا رہا تھا۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ جلد ہی دوسرے کنارے تک پہنچنا چاہتا ہے۔

لیکن نجانے اس نے اس میں کیا مصلحت دیکھی تھی کہ اتنا زیادہ فاصلہ طے کرنے کے بعد یہاں سے دریا کو عبور کر رہا تھا۔ ورنہ وہ اس جگہ سے دریا پار کرکے جلد اور آسانی سے ہیلیس پہنچ سکتا تھا جدھر سے ہیلپو جزیرہ کریٹ میں داخل ہوئی تھی۔

دریا کی چوڑائی یہاں سے میلوں میں پھیلی ہوئی تھی۔

ہرکولیس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو دریا کی تند و تیز لہروں اور ان میں کافی لمبے سفر کی وجہ سے دل چھوڑ بیٹھتا۔ لیکن وہ اس طرح آگے بڑھ رہا تھا جیسے ان خوفناک اور بپھری ہوئی لہروں سے کھیلنا اس کا روز کا مشغلہ ہو۔

اچانک ایک بہت بڑے اور سیاہ رنگ کے مگرمچھ نے ہرکولیس پر حملہ کر دیا۔ ہرکولیس

نے پلک جھپکنے میں ایک گہرا غوطہ لگایا اور دوسرے ہی لمحے مگرمچھ اس کے دونوں ہاتھوں پر اٹھا ہوا تھا۔

پھر ایسا محسوس ہوا جیسے بجلی سی کوند گئی ہو۔ ہرکولیس نے مگرمچھ کو پانی پر پٹخ دیا۔ اس سے قبل کہ وہ سنبھلتا، ہرکولیس کی تیز دھار تلوار نے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔

اس کے بعد ہرکولیس کو کسی اور دریائی بلا کا سامنا نہ کرنا پڑا۔ دوسرے کنارے پر پہنچا تو یہاں موسم یکسر تبدیل تھا۔ فضا میں خنکی تھی وہ کنارے سے کچھ فاصلے پر جا کر ستانے کے لئے تھوڑی دیر نیم گرم ریت پر لیٹا رہا۔ اس کے بعد وہ آگے بڑھا۔

پتھریلی چٹانوں کی دوسری طرف گھنا جنگل شروع ہوتا تھا۔ جنگل سے چند میل کے فاصلے پر ہیلیس کی سرحد شروع ہوتی تھی ہرکولیس رات کا اندھیرا پھیلنے سے پہلے ہیلیس پہنچنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس کے قدم تیزی سے اٹھ رہے تھے۔ وہ جنگل

میں داخل ہوا ہی تھا کہ اس نے شیر کی دھاڑ سُنی۔ وہ فوراً پلٹا۔ اس کے بالکل قریب ہی ایک خونخوار ببر شیر اس پر جھپٹنے کے لیے تیار تھا۔

ہرکولیس نے بجلی کی سی تیزی سے پہلو بدلا اور اسی تیزی کے ساتھ اچھل کر کئی فٹ پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے چہرے پر خوف یا ڈر کا کوئی نشان نہ تھا۔

وہ دراصل درختوں سے ایک طرف ہٹ کر شیر سے پنجہ آزمائی کرنا چاہتا تھا۔

سیاہ رنگ اور لمبی دم والا یہ شیر اس علاقے کا سب سے خطرناک درندہ تھا۔

شیر ایک بار پھر زور سے دہاڑا اور اسکی دم تیزی سے اِدھر اُدھر حرکت کرنے لگی۔

اب وہ آہستہ آہستہ ہرکولیس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کے حلق سے نکلنے والی غراہٹیں بہت ہی خوفناک تھیں۔

لیکن اس دفعہ ہرکولیس ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹا۔ وہ اپنی جگہ پر جم کر کھڑا رہا۔ شیر اور

ہرکولیس کا فاصلہ جب بالکل تھوڑا رہ گیا تو شیر چلتے چلتے یکدم رُک گیا۔ اور اپنے اگلے پنجے کو زور زور سے زمین پر مارنے لگا۔

جانے کیا بات تھی کہ ہرکولیس نے ابھی تک اپنی بھاری بھرکم تلوار نہیں نکالی تھی جس سے وہ پلک جھپکنے میں شیر کا شکار کر سکتا تھا۔

ہرکولیس جہاں بے پناہ قوت کا مالک تھا وہاں اس کے اندر جرأت اور خود اعتمادی بھی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اور وہ اپنے کسی دشمن کو چاہے وہ انسان ہو یا جانور اس طرح ہلاک نہیں کرتا تھا کہ اس کے لڑنے اور مقابلہ کرنے کی حسرت دل ہی میں رہ جائے۔

شیر کے انداز سے ہرکولیس جان گیا کہ اب وہ اس پر جھپٹنا چاہتا ہے، ہرکولیس کی آنکھیں بھی چمکنے لگیں۔

شیر ایک دفعہ پھر دہاڑا۔ اس کی دھاڑ سے سارا جنگل گونج اٹھا۔ اور وہ تیزی سے ہرکولیس

پر جھپٹا۔ ایک لمحے کے لیے ایسا محسوس ہوا کہ شیر کے نوکیلے دانت ہرکولیس کی گردن میں پیوست ہو گئے ہوں۔

لیکن ہرکولیس کی پھرتی قابل دید تھی۔ اس سے پہلے کہ شیر اسے گزند پہنچاتا اس نے شیر کو اپنے ہاتھوں پر روکا اور پلک جھپکنے میں شیر کو اٹھائے ہوئے اپنے سر کے اوپر لیجا کر ایک بہت بڑے تنے والے درخت پر زور سے مارا۔ جیسے وہ کوئی بے جان پتھر ہو۔

درندوں کے ساتھ مقابلے کے وقت ہرکولیس کا یہ ایک خاص حربہ تھا۔ شیر کو اتنی شدید اور زبردست چوٹ آئی کہ نہ صرف اس کی دھاڑ گھٹ کر رہ گئی بلکہ نیچے گرتے ہی اس نے دو تین بار اپنے جسم کو جھٹکا اور وہیں ٹھنڈا ہو گیا۔

ہرکولیس نے پیشانی پر آئے ہوئے بالوں کو ہاتھ سے ہٹایا اور پھر مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا جیسے شیر سے مقابلہ اس کے لیے کوئی بات ہی نہ تھی۔

اس کے قدم تیزی سے اٹھ رہے تھے۔ وہ جلد از جلد ہلیس پہنچ کر اس معاملے کی تہہ تک پہنچنا چاہتا تھا کہ دنیا میں کوئی ایسا باپ بھی ہو سکتا ہے جو اپنی حکومت بچانے کی خاطر اپنی اولاد کو ہلاک کر دے۔

وہ کرانوس کے بارے میں سوچتا ہوا منزل کے قریب پہنچ چکا تھا۔ جب وہ شہر میں داخل ہوا تو شام کا اندھیرا پھیل رہا تھا۔

لوگ ہرکولیس کو عجیب عجیب اور رشک بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ اور پھر اس کی بھاری بھرکم تلوار تو ان کے لئے اور بھی حیران کن تھی۔ اس کے کندھے پر پڑی ہوئی شیر کی گردن اس کی شخصیت کو اور بھی ابھار رہی تھی لیکن ہرکولیس ان سب باتوں سے بے نیاز شہر کے جنوب کی طرف جا رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس کے چاروں بھائی جو خشکی کی طرف سے آ رہے تھے۔ اس سے آن ملے۔

انہوں نے وہاں کے مقامی لوگوں کی طرح

گھیرے دار لباس پہن رکھا تھا۔ اور وہ ہرکولیس کے لئے بھی ویسا ہی ایک لباس لے آئے تھے۔

ہرکولیس بغیر سوچے سمجھے ظالم کرانوس کے محل میں نہیں جانا چاہتا تھا۔ اس لئے انہوں نے وہ رات ایک سرائے میں گزاری۔ کیونکہ اگر بادشاہ کو معمولی سا شک بھی ہو جاتا کہ ملکہ حریرہ نے انہیں اپنی مدد کے لئے بلایا ہے تو اس سے جہاں ان کے کام میں مشکل پیدا ہو سکتی تھی۔ وہاں ملکہ کی جان کو بھی خطرہ تھا۔

دوسری صبح منصوبے کے مطابق ہیبو انہیں اپنی سرائے میں آ کر ملی۔ اس نے ملکہ کی طرف سے ان کی آمد کا شکریہ ادا کیا اور انہیں بتایا کہ تین روز بعد بادشاہ ایک سفر پہ جا رہا ہے۔ اتنے دن آپ یہیں سرائے میں آرام کریں۔ اس کے بعد ملکہ آپ سے ملیں گی۔

ہرکولیس جو یہ تہیہ کر کے آیا تھا کہ وہ کرانوس کو انجام تک ضرور پہنچائے گا۔ لیکن اس سے پہلے ملکہ سے ملاقات بہت ضروری تھی۔

انہوں نے وہ تین دن بغیر کہیں آنے جانے کے گزار دیئے۔ چوتھے دن شام ڈھلتے

کے کافی دیر بعد ہیپو پھر ان کے پاس آئی اس بار وہ مردانہ لباس میں تھی۔

اس نے ہرکولیس سے کہا۔

"حالات سازگار ہیں ملکہ نے ملاقات کے لئے بلایا ہے۔"

ہرکولیس کے چاروں بھائی بھی ساتھ چلنے کیلئے تیار ہوئے تو ہیپو نے انہیں روکتے ہوئے کہا۔

"ابھی آپ لوگوں کا چلنا مناسب نہیں کیونکہ محل کے چاروں طرف ہر وقت زبردست پہرہ رہتا ہے۔ خدا نخواستہ کہیں بنا بنایا کام نہ بگڑ جائے۔"

ہرکولیس بھی یہی چاہتا تھا۔ وہ اس کے ساتھ ہو لیا۔

چاند کی ہلکی ہلکی روشنی میں انہیں راہ چلنے میں کسی قسم کی دقت نہیں ہو رہی تھی۔

ہیپو دائیں بائیں دیکھتے ہوئے بڑے محتاط انداز سے آگے بڑھ رہی تھی۔ وہ ملکہ کی ایک وفادار کنیز اور سہیلی کی حیثیت سے اپنا فرض

خوب نبھا رہی تھی۔

لگاتار دو گھنٹے چلنے کے بعد ہرکولیس کو دور سے محل کے دھندلے دھندلے بلند و بالا برج نظر آنے لگے حد نظر تک مضبوط فصیل تھی چلتے چلتے ہیپو نے ہرکولیس سے کہا۔

"میں ساتھ ہوں۔ اس لئے کوئی دربان ہمیں محل میں داخل ہونے سے نہیں روک سکے گا۔ لیکن احتیاطی تدابیر کے طور پر ہم محل کے عقب سے ایک خفیہ راستے کے ذریعے محل میں جائیں گے۔

اس وقت ہیپو نے اپنے چہرے سے نقاب اتار دیا۔ اور وہ اپنے اصلی روپ میں آ گئی۔

ہرکولیس جو اپنی بے پناہ قوت اور تلوار چلانے کی مہارت کی وجہ سے سینکڑوں آدمیوں پر اکیلا بھاری تھا۔ لیکن وہ خواہ مخواہ ہنگامے کو پسند نہیں کرتا تھا۔ ورنہ زبردست پہرے کے باوجود اس کا محل میں داخل ہونا کوئی مشکل نہ تھا۔

دونوں ایک لمبا چکر لگا کر محل کی پشت پر آئے۔

یہاں ایک خشک نہر تھی۔ وہ اس میں

اترتے چلے گئے۔

پُل کے نیچے پہنچ کر ہیپو نے کسی کَل کو دبایا، ہلکا سا کھٹکا ہوا اور دائیں طرف کی دیوار سے تین چار فٹ مربع کا ایک تختہ ہٹ گیا دوسری طرف سیڑھیاں تھیں۔ دونوں ان سیڑھیوں کے ذریعے کچھ دیر بعد محل کے اندر پہنچ گئے۔ اور کسی کو معلوم تک نہ ہوا۔

کرانوس کی ملکہ حریرہ جس کے چہرے سے غم اور دُکھ کے آثار نمایاں تھے۔ وہ اپنی خواب گاہ میں ہرکولیس اور ہیپو کی منتظر تھی۔

اس نے ہرکولیس کو خوش آمدید کہہ کر بڑی عزت سے بٹھایا۔ اور کھانے پینے میں بڑی عمدہ چیزیں پیش کیں۔

ہرکولیس جانتا تھا کہ میزبان کی کسی چیز کو رد نہیں کرنا چاہیئے۔ اس لئے اس نے بڑے خوبصورت الفاظ میں کہا۔

"ملکہ! ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے

ملکہ کی درد بھری داستان ہرکولیس نے جب اس کی زبانی سنی تو اس کی آنکھیں بھر آئیں

اس نے ملکہ کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"ملکہ! فکر مند ہونے کی کوئی ضرورت نہیں آسمانوں کا مالک ضرور ہماری مدد کرے گا۔ میں آپ کے نئے بچے کی پیدائش تک یہیں محل میں رہوں گا۔ اور جو ترکیب میں نے اب سوچی ہے۔ اس سے ظالم کرانوس کو عبرتناک سزا دینا چاہتا ہوں۔"

اچانک ہرکولیس کسی کی آہٹ پر چونک پڑا وہ تلوار نکال کر تیزی سے دروازے کی طرف لپکا۔ ایک آدمی جو دروازے کی اوٹ میں کھڑا شاید ان کی باتیں سُن رہا تھا۔ ہرکولیس کو دیکھ کر تیزی سے راہداری میں بھاگنے لگا۔ ہرکولیس بھی اس کے عقب میں لپکا لیکن راستے کی ناواقفیت کی وجہ سے وہ آدمی جلد ہی اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

ہرکولیس واپس آیا تو ملکہ نے گھبرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"کون تھا؟"

ہرکولیس نے جواب دیا "مجھے تو کوئی محل

کا ہی آدمی معلوم ہوتا تھا۔"

ملکہ نے گہرا سانس لے کر کہا۔

"اوہ! اس کا مطلب ہے کرانوس کو تمہاری آمد کا علم ہو چکا ہے اور وہ روانگی سے پہلے اپنے آدمیوں کو مقرر کر گیا ہے کہ محل میں ہونے والے ہر واقعے کی اطلاع اسے ملتی رہے۔"

ہرکولیس کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

"ملکہ پھر تو آپ کی جان سخت خطرے میں ہے۔ ہماری آج کی باتیں...."

ملکہ نے ہرکولیس کی بات کاٹ کر کہا۔

"ہو سکتا ہے میرا خیال غلط بھی ہو اور وہ بھاگنے والا ہمارا کوئی خیر خواہ ہو، ایک اجنبی آدمی کو یہاں دیکھ کر ہماری باتیں سننے لگا ہو۔"

ہرکولیس کے لیے ایسی معمولی باتیں کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھیں۔ پھر بھی اس نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسی بات تھی تو پھر اسے اس طرح

بھاگنا نہیں چاہیے تھا۔

ملکہ بولی۔

"ہرکولیس! دیکھا جائے گا جو ہو گا۔ میں ایک بار پھر تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں۔"

اور پھر روپوں کی ایک تھیلی اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یہ رکھ لو۔ تم اور تمہارے بھائی جتنے دن یہاں ہو، رہائش و طعام کے کام آئیں گے۔"

ہرکولیس نے تھیلی لینے سے انکار کرتے ہوئے کہا۔

"ملکہ! میں ایک ریاست کا حاکم ہوں، ان روپے پیسوں کی مجھے کوئی حاجت نہیں۔ ہر انسان کا دوسرے دکھی انسانوں کی مدد کرنا فرض ہے۔ اور اسی جذبے کے تحت میں یہاں آیا ہوں۔"

ملکہ نے شرمندگی سے کہا۔

"ہرکولیس! تم جیسے معزز مہمانوں کو محل میں ٹھہرایا جانا چاہیے تھا لیکن میں مجبور ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر اُداسی چھا گئی۔

ہرکولیس نے اُسے تسلی دی کہ آسمانوں کا مالک اس کے ساتھ انصاف کرے گا۔"

اس کے بعد اس نے وہاں سے واپسی کی اجازت چاہی۔

ہیپو اسے سرائے تک چھوڑ کر آنا چاہتی تھی لیکن ہرکولیس نے اسے یہ کہہ کر روک دیا کہ چھپ کر باتیں سننے والا اگر کرانوس کا کوئی جاسوس تھا تو پھر مجھے فی الحال نہ اپنے بھائیوں سے ملنا چاہیے۔ اور نہ ہی سرائے میں جانا چاہیے۔

اس کے علاوہ وہ یہاں سے اس لیے بھی اکیلا جانا چاہتا تھا کہ محل سے نکلتے وقت ہیپو کے ساتھ اگر کسی نے دیکھ لیا تو جو بات اب تک کرانوس کے لیے شک کی حد تک ہو گی۔ وہ یقین میں بدل جائے گی۔

ہرکولیس جس خفیہ راستے سے یہاں آیا تھا اسی سے واپس لوٹا۔

جونہی اس نے خشک نہر سے باہر قدم رکھا۔ بہت سے آدمیوں نے اسے اپنے گھیرے میں لے لیا۔ انھوں نے اپنے چہرے نقابوں میں چھپا رکھے تھے۔ اور ہاتھوں میں تلواریں تھیں۔

فوری طور پر ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ ہرکولیس بھی تلوار نکال لیتا۔ لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ اس وقت دن کا اجالا پھیل رہا تھا۔

ایک آدمی اسے للکار کر تلوار لہراتا ہوا آگے بڑھا۔ اور جیسے ہی اس کی تلوار ہرکولیس کی گردن پر آئی۔ اس نے تیزی سے پہلو بدل کر نہ صرف اپنے آپ کو بچایا بلکہ جھک کر اس آدمی کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اُٹھا لیا۔

باقی نقاب پوشوں نے جب یہ حالت دیکھی تو وہ سب یک وقت حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھے۔ ہرکولیس شاید اسی لمحے کے انتظار میں تھا۔ جیسے ہی وہ اس کے قریب پہنچے

اس نے ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے آدمی کو ان پر اچھال دیا۔ اور سارے کے سارے زمین پر آ رہے۔

اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے ہرکولیس ان کی پہنچ سے باہر نکل گیا۔ رات بھر کا جاگا ہوا تھا لیکن وہ اپنے بھائیوں کے پاس سرائے میں نہ گیا۔ بلکہ شہر سے باہر ایک بستی میں پہنچا جہاں ایک بوڑھا گڈریا رہتا تھا۔ ہرکولیس کو دیکھ کر اس گڈریے کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔

پہلی بار جب ہرکولیس ہیلس آیا تھا تو اس نے بھیڑیوں کے پورے ریوڑ سے اس گڈریے کی جان بچائی تھی۔

اور وہ ہمیشہ سے اس بات کا خواہشمند تھا کہ اس کا محسن ہرکولیس اس کے گھر دو چار دن مہمان بن کر رہے اور آج تو جیسے اس کی عید تھی۔

ہرکولیس کے لئے بھی جہاں یہ جگہ محفوظ تھی وہاں وہ محل کے حالات سے بھی پوری طرح

باخبر رہ سکتا تھا۔

یہیں سے اس نے اپنے بھائیوں کو بھی اطلاع بھجوا دی کہ وہ کسی اور جگہ منتقل ہو جائیں۔ یہ سب احتیاطی تدابیر ہرکولیس اس لئے کر رہا تھا کہ ایک تو ملکہ کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے۔ دوسرا وہ جس مقصد کے لئے یہاں آیا تھا وہ پورا ہو۔ ورنہ وہ پانچوں بہادر اور جرأت مند بھائی پورے ہیلس کے لئے خطرہ بن سکتے تھے۔

صبح کا وقت تھا۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی
تھی۔ ہرکولیس معمول کے مطابق سیر سے لوٹا تو
بار بار اس کے ذہن میں یہ خیال آ رہا تھا
کہ کرانوس جس مہم پر چند دنوں کے لئے گیا
تھا، ابھی تک نہیں لوٹا۔ اس لئے کوئی ایسی
بات بھی رُونما نہیں ہوئی تھی جس سے اُسے
کسی قسم کی دِقت کا سامنا کرنا پڑتا۔
اور پھر یہ بھی تو ممکن تھا کہ کرانوس ہرکولیس
کی آمد اور ملکہ کے منصوبے سے مکمل طور پر
آگاہ ہو اور وہ باہر رہ کر ہرکولیس کے گرد
ایسا جال تیار کر رہا ہو کہ اسے گرفت میں
لینے میں زیادہ مشکل پیش نہ آئے۔
ایسے کئی اور خدشات بھی تھے جس کی وجہ

سے ہر لمحہ کام بگڑنے کا اندیشہ تھا۔
جیسے ہی ہرکولیس اپنے ٹھکانے پر پہنچا،
گڈریئے نے اسے خبر دی کہ ہیپو اس کے
انتظار میں ہے۔
ہیپو بہت خوش تھی۔ اس نے ہرکولیس کو
بتایا کہ ملکہ کو خدا نے ایک چاند سا بیٹا عطا
کیا ہے۔
اور پھر یہ بتاتے ہوئے اس کی آنکھوں
میں آنسو تیرنے لگے کہ آج شام کے بعد
کسی وقت بھی کرانوس واپس پہنچنے والا ہے۔
ہرکولیس کی آنکھوں میں ایک نئی چمک آ گئی۔
اس نے کہا۔
"اس کا مطلب یہ ہے کہ انتظار کی گھڑیاں
ختم ہو گئی ہیں۔"
"ہاں ہرکولیس"۔
ہیپو جلدی سے بولی۔
"آج رات تم کسی وقت محل میں پہنچو،
وہاں میں موجود ہوں گی۔"
یہ کہہ کر وہ وہاں سے روانہ ہو گئی۔ اس

وقت بھی اس نے بھیس بدلا ہوا تھا۔

یہ دن ہرکولیس کا بہت مصروف گزرا۔ اس نے گڈریئے سے مہمانداری کا شکریہ ادا کیا اور سیدھا اپنے بھائیوں کے پاس آ گیا جو اتنے دن فارغ رہ کر بڑی بے چینی محسوس کر رہے تھے۔

جب ہرکولیس نے انہیں بتایا کہ آج میلیس میں ان کا آخری دن ہے تو ان کی ساری بے چینی دور ہو گئی۔

اس کے بعد شام تک ہرکولیس نجانے کہاں رہا۔ شام کو وہ دوبارہ اپنے بھائیوں کے پاس پہنچا اور پھر آدھی رات کے وقت وہ سب بھیس بدل کر محل کی طرف جا رہے تھے چاند کی آخری راتیں تھیں۔ اس لئے ہر طرف گھپ اندھیرا تھا پھر بھی وہ بہت محتاط تھے

ہرکولیس بھائیوں کو لے کر جب نہر والے خفیہ راستے کے قریب پہنچا تو وہاں بہت سے محافظوں کو ہاتھوں میں نیزے لئے چاق و چوبند پایا۔ ان سے نمٹنے کے لئے وہ

بالکل تیار تھا۔ کیونکہ اس بات کا پورا یقین تھا کہ کرانوس محل میں موجود ہے۔ اس لئے پہرہ بہت سخت ہوگا۔

وہ پاؤں پر پاؤں رکھتے ہوئے بہت آہستگی سے پہریداروں کے عقب میں پہنچ گئے۔

پہریدار تعداد میں بہت زیادہ تھے۔ لیکن انہوں نے جلد ہی ان پر قابو پا لیا۔ اور انہیں بے ہوش کر کے محل کی طرف بڑھے۔ ہرکولیس کے خیال کے مطابق وہ تین چار گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکتے تھے۔

جب محل میں پہنچے تو ہیبو ان کی منتظر تھی۔ اس نے بتایا۔

"بادشاہ کرانوس کو یہ خبر ہونے سے پہلے کہ ملکہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے، ملکہ نے کرانوس کو کوئی ایسی چیز پلا دی ہے جس سے وہ بے ہوش ہو گیا ہے۔"

ہیبو انہیں لے کر ملکہ کے پاس پہنچی۔ ملکہ نے اپنا ننھا منا سا چاند سی صورت والا

بچہ ہرکولیس کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

"ہرکولیس! میں ایک ماں ہوں اور کوئی ماں اپنے بچے کو آنکھوں سے اوجھل ہوتا برداشت نہیں کرسکتی لیکن اس کی زندگی کی خاطر اس کی جدائی کا ہر غم سہہ لوں گی۔ میرے جگر کے ٹکڑے کی پرورش ایسی کرنا کہ یہ بڑا ہو کر انسانوں کی خدمت کرنے والا بہادر شیر جوان ثابت ہو۔"

ہرکولیس نے ملکہ کو تسلی دیتے ہوئے کہا

"ملکہ! آپ اطمینان رکھیں۔ آسمانوں کے مالک نے چاہا تو یہ ننھا بچہ بڑا ہو کر ایسا دلاور بنے گا جس کی تلوار ہمیشہ ظلم و ستم کے خلاف اٹھے گی۔"

اب تک تمام کام بخیر و خوبی انجام پایا تھا۔ ملکہ نہ چاہتے ہوئے بھی چاہتی تھی کہ وہ بچے کو لے کر فوراً یہاں سے چلے جائیں کیونکہ اگر کرانوس کو پتہ چل گیا تو پھر ایک ہنگامہ کھڑا ہو جائے گا۔ اس نے آنسو بھری آنکھوں سے انہیں رخصت کیا اور ہرکولیس

سے کہا۔

"بچے کی دیکھ بھال کے لیے ہیپو بھی ان کے ساتھ رہے گی۔"

وہ اسی خفیہ راستے سے واپس ہوئے باہر پہرے دار ابھی تک بیہوش پڑے تھے اس لئے انہیں کسی رکاوٹ کا سامنا نہ کرنا پڑا۔ اس کے باوجود وہ چلتے ہوئے بڑی احتیاط سے کام لے رہے تھے

رات کا باقی حصہ وہ مسلسل چلتے رہے۔ دن ہوا تو وہ محل سے اتنی دور پہنچ چکے تھے کہ ان کے خیال کے مطابق اب فوری طور پر خطرے والی کوئی بات نہ تھی۔

یہاں پہنچ کر ہرکولیس نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ وہ بچے اور ہیپو کو لے کر جزیرہ کریٹ جائیں اور وہ خود یہاں رہے گا اور کل بادشاہ کرانوس کے دربار میں جائے گا تاکہ اسے یہ شک نہ گزرے کہ میں اس کے بچے کو یہاں سے لے گیا ہوں کیونکہ مجھے یقین ہے کہ میری تبلیس میں آمد کی اطلاع

کرانوس تک ضرور پہنچی ہو گی۔ اس کے جاسوس اور کھوجی بڑی پھرتی اور ہوشیاری سے کام کرتے رہے ہیں۔"

اس کے بعد اس نے اپنے بھائیوں کو ایک خاص ہدایت یہ کی کہ وہ واپسی کے لئے راستہ بدل کر جائیں تاکہ اگر بادشاہ کے آدمیوں میں سے کسی نے آتے وقت انہیں دیکھا ہو تو تعاقب کرتے ہوئے ان تک نہ پہنچ سکیں۔

ہرکولیس انہیں اس وقت تک جاتے ہوئے دیکھتا رہا جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ ہو گئے۔

پھر وہ واپس لوٹا لیکن اس کا رُخ شہر کی جانب نہیں تھا بلکہ ہیلس کی جنوبی سرحد کے ساتھ ساتھ بہنے والے دریا کی جانب جا رہا تھا۔ جن کے دونوں کناروں پر ہرا بھرا جنگل تھا۔

ہرکولیس سب سے پہلے دریا کے ٹھنڈے اور شفاف پانی میں نہایا اور پھر جنگل میں شکار کے لیئے نکل کھڑا ہوا۔

جنگل میں ہر قسم کے جانور تھے۔ اس نے ایک جگہ ہرنوں کا پورا غول دیکھا تو فوراً ایک درخت کی آڑ میں ہو گیا بھاگتے ہرن کو پکڑ لینا اس کے لئے معمولی بات تھی

اس نے منہ سے "ہو۔ ہو۔ ہا" کی ایسی گونج دار آواز نکالی کہ ہرن یہ نہ جان سکے کہ آواز کدھر سے آ رہی ہے۔ وہ گھبرا کر اسی طرف آ نکلے جدھر ہرکولیس چھپا ہوا تھا وہ کسی چیتے کی طرح درخت کی اوٹ سے باہر آیا اور ایک ہرن کو دبوچ لیا اور یہ تو ممکن نہیں تھا کہ ہرن ہرکولیس کے ہاتھ سے نکل جاتا۔

آدھے گھنٹے کی محنت کے بعد ہرن آگ پر بھونا جا رہا تھا۔ آگ اس نے پتھر سے پتھر رگڑ کر سلگائی تھی۔ گوشت اچھی طرح پک جانے کے بعد اس نے خوب مزے لے لے کر کھایا۔

اس کے بعد وہ جنگل میں اس طرح چہل قدمی کرنے لگا جیسے باغ میں سیر کر رہا ہو۔ شام

ہو جانے کے بعد وہ اسی جگہ واپس آیا، جہاں اس نے ہرن بھونا تھا۔ اور گوشت کا بچا ہوا حصہ اس نے درخت کی ایک شاخ سے باندھ دیا تھا۔

اس نے پھر سیر ہو کر گوشت کھایا اور ایک ایسے درخت پر چڑھ گیا جس کی شاخیں کافی پھیلی ہوئی تھیں اور درخت اتنا گھنا تھا کہ نیچے سے اُسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا اس وقت وہ اپنے اصل لباس میں تھا۔ اس نے کندھے سے شیر کی کھال اتاری اور تین چار شاخوں کے درمیان ایسی جگہ پر بچھا دی جہاں وہ آرام سے سو سکتا تھا۔

ہرکولیس جو گزشتہ کئی راتوں سے پوری نیند نہیں سویا تھا۔ جلد ہی نیند کی وادی میں پہنچ گیا۔

پرندوں اور چڑیوں کی چہچہاہٹ سے وہ صبح سویرے اُٹھ گیا اور پھر شہر میں داخل ہونے کے لئے روانہ ہو گیا۔

آج وہ دوسرے راستے پر جا رہا تھا جہاں سرحدی چوکی قائم تھی۔ چوکی کے قریب پہنچتے ہی محافظوں نے اسے گھیر لیا۔ ہرکولیس یہی چاہتا تھا۔

محافظوں میں سے ایک نے اس سے پوچھا۔

"تم کون ہو اور یہاں کیا لینے آئے ہو"

ہرکولیس نے مختصراً کہا۔

"میں بادشاہ سے ملنا چاہتا ہوں"

وہ آدمی پھر بولا

"تم بادشاہ سلامت سے کیوں ملنا چاہتے

ہو؟"

ہرکولیس کا جواب پہلے کی طرح مختصر لفظوں میں تھا۔

"یہ میں نہیں بتا سکتا۔"

کوئی اور ہوتا تو محافظ شاید اس سے سختی سے پوچھنے کی کوشش کرتے۔ لیکن اس کی شکل اور ڈیل ڈول دیکھ کر انہیں اس کی جرأت نہ ہوئی۔

انہوں نے بڑی نرمی سے ہرکولیس سے کہا کہ وہ کچھ دیر یہیں رکے۔ محل سے اجازت ملتے ہی اسے وہاں پہنچا دیا جائے گا۔

تقریباً دو گھنٹے بعد ایک محافظ اسے لے کر محل کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں سے دربان انہیں لے کر بادشاہ کرانوس کے دربار میں پہنچا۔

ہرکولیس کی ساری زندگی محلات میں پل بڑھ کر گزری تھی لیکن ایسا خوبصورت دربار اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

یہ ایک خاصا طویل و عریض کمرہ تھا جس کے چاروں طرف چند سیڑھیاں چڑھ کر برآمدے

بنے ہوئے تھے۔ اور کمرے کی لمبائی کے رخ آخری حصے پر ایک اونچا چبوترہ بنا ہوا تھا۔ چبوترے اور کمرے کے فرش پر انتہائی نفیس قسم کے قالین بچھے ہوئے تھے۔ برآمدے کے پیچھے دروازوں اور ستونوں کے ساتھ ریشمی اور بہت قیمتی پردے لہرا رہے تھے۔

چبوترے کے وسط میں رکھی ہوئی ایک مرصع کرسی پر کرانوس بڑے وقار اور پورے شاہانہ انداز سے بیٹھا تھا۔ اور اس کے دائیں بائیں کرسیوں پر اس کے وزیر اور مشیر تھے۔

برآمدوں کے آگے پڑی ہوئی کرسیوں پر کئی حاکم، سردار اور نامی گرامی پہلوان بیٹھے تھے اور ایک سرے سے دوسرے سرے تک چاق و چوبند محافظوں کی قطاریں تھیں جو ہاتھوں میں تلواریں اور نیزے لئے بادشاہ کے ہر حکم کے منتظر نظر آتے تھے۔

جیسے ہی ہرکولیس دربار میں آیا تو ہر نظر اسے گھور رہی تھی۔ کیونکہ معمولی معمولی باتوں پر لوگوں کو تہہ تیغ کر دینا عام سی بات تھی۔

اور بادشاہ کا ایک اشارہ آنے والے کی زندگی
کا خاتمہ کر دیتا تھا۔
ہرکولیس نے شاہی آداب کا پورا خیال رکھا۔
کرانوس نے گرجدار آواز میں پوچھا۔
"نوجوان! تم کون ہو اور مجھ سے کیوں ملنا
چاہتے ہو؟"
ہرکولیس نے جواب دیا۔
"بادشاہ سلامت! میرا نام ہرکولیس ہے اور
میں جزیرہ کریٹ سے آیا ہوں۔"
بادشاہ پہلو بدل کر بولا۔
"اچھا! تم ہو ہرکولیس! تمہاری طاقت اور
بہادری کے بہت چرچے سُنے ہیں۔ لیکن تم
کیوں آئے ہو؟"
ہرکولیس نے کہا۔
"بادشاہ کرانوس! میں نے اپنی ساری زندگی
انسانوں کی خدمت کے لئے وقف کر رکھی ہے
یہاں اس لئے آیا ہوں کہ ہیلس کے لوگوں
کی کچھ خدمت کر سکوں۔"
اس بات کے دوران بادشاہ کے قریب

بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے بادشاہ کے کان
میں کوئی بات کہی جس پر اس کی آنکھیں سرخ
انگارہ ہو گئیں۔
اس نے انتہائی غصیلی آواز میں کہا۔
"ہرکولیس! تم کب سے ہیلس میں ہو؟"
ہرکولیس جو خطرے کو بھانپ چکا تھا، اس
نے بات کو چھپاتے ہوئے کہا۔
"جناب والا! میں آج ہی یہاں پہنچا ہوں"
اس پر بادشاہ کے کان میں بات کرنیوالے
کی پیشانی پر شکنیں پڑ گئیں۔
بادشاہ نے پھر پہلے والے لہجے میں کہا۔
"کیا تمہیں اپنی طاقت پر بہت زعم ہے؟"
ہرکولیس نے پھر پہلے والے سخت لہجے
میں کہا۔
"بادشاہ سلامت! میں نے آج تک کسی
بے گناہ پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔"
کرانوس نے زہریلی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔
"ابھی تمہاری بہادری کا امتحان ہو جاتا ہے"
اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے بائیں

ہاتھ کا اشارہ کیا۔ تو دو بہت موٹے اور طاقتور پہلوان اپنی جگہ سے اٹھے اور ہرکولیس کو خونخوار نظروں سے دیکھتے ہوئے ایکدم جھپٹ پڑے

ہرکولیس شاید پہلے ہی تیار تھا۔ اس لیئے وہ ایکدم پیچھے ہٹ گیا۔ اور دونوں پہلوانوں کے سر آپس میں زور سے ٹکرا گئے

اس پر تو پہلوان جیسے غصے سے پاگل ہو گئے۔ وہ چنگھاڑتے ہوئے پھر ہرکولیس پر حملہ آور ہوئے۔

ہرکولیس نے ایک کے منہ پر اپنی کہنی سے ضرب لگائی۔ اور دوسرے کے پیٹ پر گھونسہ جڑ دیا۔ وہ دونوں بھینسوں کی طرح ڈکرائے لیکن وہ بھرے دربار میں آسانی سے شکست ماننے والے نہیں تھے۔

پھر انہوں نے ایک اور زبردست وار کیا ہرکولیس تیزی سے اچھلا اور اس نے یکے بعد دیگرے دونوں پہلوانوں کی کنپٹیوں پر ایسے حملے کیئے کہ وہ تھوڑی دیر میں بیہوش ہو کر ڈھیر ہو گئے۔

ہر طرف سے ہرکولیس کی بہادری پر ایک شور سا اٹھا لیکن کرانوس کی گرجدار آواز نے سب کو خاموش کرا دیا۔

اور پھر کرانوس ہرکولیس کو مخاطب کر کے بولا۔

"ہرکولیس! تم یہ مت سمجھو کہ تم نے ہمارے دو معمولی سے پہلوان بیہوش کر کے کوئی بڑا کارنامہ سر انجام دیا ہے۔"

اس سے پہلے کہ ہرکولیس جواب میں کچھ کہتا کرانوس نے اپنی کرسی کے سامنے والے حصے پر دائیں پاؤں کا دباؤ ڈالا۔

ایک کھٹکا سا ہوا اور چبوترے کے سامنے والے حصے میں ایک بڑا سا دروازہ کھل گیا۔ اور اس میں سے سیاہ رنگ کا عظیم الجثہ اور بہت خطرناک بھینسا ڈکراتا ہوا باہر نکلا بھینسے کے سینگ بڑے بڑے اور آگے کی طرف نکلے ہوئے تھے۔

بھینسے کو دیکھ کر تمام درباریوں کے چہروں پر شیطانی مسکراہٹ کھیلنے لگی جیسے ان کے لیے

کوئی دلچسپ کھیل شروع ہونے والا تھا
چند لمحے پہلے ہرکولیس دو پہلوانوں سے مقابلہ کر چکا تھا۔ اس کے باوجود اس پر کسی قسم کی تھکن یا خوف کے آثار نہیں تھے۔ بلکہ وہ اپنی جگہ پر بڑے اطمینان سے کھڑا تھا

بھینسے نے بھی شاید پہلی مرتبہ اپنے کسی مد مقابل کو اس طرح ڈٹا ہوا دیکھا تھا۔ اس نے اپنے اگلے پاؤں باری باری زمین پر مارے اور پھر ڈکراتا ہوا ہرکولیس کی طرف بھاگا اس کا سر جھکا ہوا تھا۔

لوگوں نے دیکھا کہ اس نے اپنے نوکدار سینگ ہرکولیس کے سینے میں اتار دیئے اور اسے اوپر اٹھا لیا ہے۔ اس پر کرانوس سمیت تمام درباریوں کے قہقہے نکل گئے۔

لیکن اگلے ہی لمحے سب کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ کیونکہ ہرکولیس بھینسے کے سینگوں کو پکڑ کر اس کی گردن پر سوار ہو چکا تھا۔

پھر اس نے بڑی پھرتی سے اس کے

سینگوں کو چھوڑ کر اپنے فولادی بازوؤں سے اس کی گردن کے گرد گھیرا بنا لیا۔

بھینسے نے ہرکولیس کو نیچے پٹخ دینے کیلئے اپنے جسم کو زور سے جھنجوڑا۔ لیکن ہرکولیس کی گرفت پہلے سے زیادہ مضبوط ہو گئی

بھینسا اسے گرانے کے لئے ایک بار پھر زور سے اچھلا لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی اب تو وہ جیسے غصے سے اندھا ہو گیا تھا۔ وہ بھاگتا ہوا پہلے سیدھا باہر کے دروازے کی طرف گیا اور پھر پلٹ کر اس نے دائیں جانب بیٹھے ہوئے آدمیوں میں سے ایک کو ٹکر دے ماری۔

اب تو سارے دربار میں ایک بھگدڑ سی مچ گئی۔

ہر کوئی اپنی جان بچانے کی فکر میں تھا بادشاہ کے چبوترے پر بھینسے کا پہنچنا ناممکن تھا مگر وہ بھی اُٹھ کھڑا ہوا۔

ہرکولیس نے بھینسے کی گردن کے گرد اپنے بازو کا گھیرا تنگ کرنا شروع کر دیا۔ دنیا کے

اس طاقت ور ترین جانور پر قابو پانا آسان نہ تھا۔

بھینسے کا سانس گھٹنے لگا۔ اب وہ پہلے سے بھی زیادہ خطرناک نظر آ رہا تھا۔ اس کے حلق اور نتھنوں سے نکلنے والی آوازوں سے در و دیوار گونج رہے تھے۔

ہرکولیس کے فولادی جسم کی قوت کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ ادھر اس نے اپنی گرفت کو اور سخت کیا اور اُدھر بھینسے کی آنکھ کے قدرے نیچے ایک زبردست گھونسہ مارا۔

ایسا معلوم ہوا جیسے بھینسے کی ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو اور وہ تکلیف کی شدت سے آہستہ آہستہ بیٹھنے لگا۔

اس کے ساتھ ہی ہرکولیس نے دائیں ہاتھ سے اس کے ایک سینگ کو پکڑا اور پھر ایک جھٹکے کے ساتھ اس کی گردن کو موڑ کر توڑ دیا۔

کرانوس کے ساتھ کھڑے ہوئے آدمی نے کرانوس سے کہا۔

"بادشاہ سلامت! یہ تو میں آپ کو یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہرکولیس کو کچھ روز قبل میں نے محل میں دیکھا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ یہاں کسی سازش کا جال بچھانے آیا ہو۔"

بادشاہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اسے قید خانے میں ڈال کر اس سے تمام معلومات حاصل کی جائیں۔"

وہی آدمی راز داری کے انداز میں پھر بولا۔

"حضور! اس پر قابو پانا ناممکن ہے۔ یہاں غصے کی بجائے تدبیر سے کام لیا جائے۔"

کرانوس بے چینی کے عالم میں بولا۔

"پھر بتاؤ۔ ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔"

"بادشاہ سلامت! میرے ذہن میں یہ تدبیر ہے کہ ہرکولیس کے سپرد کوئی ایسا کام کیا جائے جس میں یہ زندہ بچ کر واپس نہ لوٹے۔ اس طرح ہم کسی نقصان کے بغیر اس سے

چھٹکارا حاصل کر لیں گے۔"

بادشاہ نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے بڑی اچھی ترکیب سوچی ہے۔" پھر ہرکولیس سے مخاطب ہو کر بولا۔

"ہرکولیس! تم امتحان میں کامیاب ہوئے ہو ہم نے آج تک تم جیسا بہادر اور طاقتور آدمی نہیں دیکھا۔ تم نے تھوڑی دیر پہلے کہا تھا کہ تم ہیلس کے عوام کی خدمت کرنا چاہتے ہو۔ تو سنو۔ یہاں سے چالیس پچاس کوس کے فاصلے پر جنوب مغرب کی طرف آدم خور بن مانسوں کی ایک وادی ہے۔ ان بن مانسوں نے ہمارے اس علاقے کے لوگوں کا جینا دوبھر کر دیا ہے۔ اگر تم ان بن مانسوں کو ختم کر دو تو ہم تمہیں انعام و کرام سے مالا مال کر دیں گے۔"

ہرکولیس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے دولت کا کوئی لالچ نہیں۔ اور یہ آپ کے ساتھ عہد کرتا ہوں کہ وادی میں پہنچ کر وادی کو آدم خور بن مانسوں سے پاک

کر دوں گا۔

ہرکولیس دل میں خوش تھا کہ اس کی چال کامیاب رہی ہے۔ کرانوس کو اس کا شبہ تک نہیں گزرا کہ وہ محل سے ننھے شہزادے کو لے گیا ہے اس کے بھائی اور ہیلپو اسے لیکر اب تک جزیرہ کریٹ کے پاس پہنچ چکے ہوں گے۔

کرانوس جو ہرکولیس کو اپنے لئے بہت بڑا خطرہ سمجھ رہا تھا۔ اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی ہرکولیس کو ایک دن اپنا مہمان ٹھہرایا۔

آدمخور بن مانسوں کی وادی کی جانب ہرکولیس کی روانگی کے وقت بادشاہ کرانوس، اسکے وزیروں، مشیروں کے علاوہ عوام سے ہزاروں لوگ شامل تھے۔ اسے بڑے شاہانہ انداز سے روانہ کیا گیا۔ سپاہیوں کا پورا دستہ اسے دور تک چھوڑنے گیا۔

بادشاہ خوش تھا کہ اب ہرکولیس بچ کر واپس نہیں آئے گا اور یہ بلا ہمیشہ کیلئے ٹل گئی۔

عوام اس لئے خوش تھے کہ آدم خور بن مانسوں سے آئے دن کا خطرہ اب باقی نہیں رہے گا۔

کرانوس نے ہرکولیس سے کہا کہ وہ سفر کے لئے گھوڑا اپنے ساتھ لے لے لیکن وہ

ایسی مہمات پر پیدل جانا زیادہ پسند کرتا تھا۔

دن ڈھلنے تک وہ آدھا سفر طے کرنے کے بعد ایک صحرا میں پہنچا۔ یہاں جگہ جگہ کھجور کے درختوں کے جھنڈ تھے اور ان پر پھل بھی خوب پکا ہوا تھا۔

ہرکولیس نے کچھ کھجوریں توڑ کر کھائیں اور پھر ایک جگہ سائے میں بیٹھ کر آرام کرنے لگا۔ اس کے خیال کے مطابق دن کے کسی بھی پہر صحرا کا سفر رات کے سفر سے زیادہ سخت تھا۔ اور ویسے بھی وہ آدم خور بن مانسوں کی بستی میں دن کے اجالے میں پہنچنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

ہرکولیس اگر چاہتا تو یہاں سے اپنے علاقے جزیرہ کریٹ میں چلا جاتا۔ لیکن یہ اس کی بہادری اور وعدے کے اصولوں کے خلاف تھا اور دوسری سب سے اہم بات یہ تھی کہ وہ اس وقت تک کرانوس سے رابطہ قائم رکھنا چاہتا تھا۔ جب تک اسے مکمل طور پر یہ یقین نہ ہو جاتا کہ بادشاہ کو ملکہ حریرہ اور

اس کے منصوبے کا قطعاً علم نہیں ورنہ ننھے شہزادے کی پرورش اور اس کی حفاظت مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو جاتی کیونکہ کرانوس کسی بھی وقت خفیہ طور پر یا ہرکولیس کی غیر حاضری میں حملہ کرکے شہزادے کو ختم کر سکتا تھا۔

ہرکولیس کئی گھنٹے تک بڑے سکون سے سوتا رہا۔ اچانک وہ ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھا۔ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اوپر سے اولوں کی بارش ہو رہی ہے۔

جب اس نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا تو اس کی نظر اس درخت پر پڑی جس کے نیچے وہ لیٹا ہوا تھا۔

اوپر ایک موٹا تازہ بھورے رنگ کا بندر کچی کھجوریں اتار کر ہرکولیس پر پھینک رہا تھا۔

ہرکولیس کو اس پر غصہ تو بہت آیا۔ لیکن اتنے اوپر بیٹھے ہوئے بندر پر اپنا غصہ کیسے اتارتا۔

ہرکولیس کو غصے میں دیکھ کر اس نے کھجوروں

سے بھری ایک پوری شاخ توڑ کر ہرکولیس کو دے ماری۔ اور پھر دانت نکال کر خی خو خی خو کرنے لگا۔ جیسے کہہ رہا ہو "کیوں مزہ آیا ہے"

اس کی اس حرکت پر ہرکولیس کا غصہ اور بڑھ گیا اور وہ یہ کہتا ہوا آگے بڑھا۔

"ٹھہر جا اُلوّ باٹے! میں تیری درگت بناتا ہوں"

یہ سن کر بندر اچھل اچھل کر قلابازیاں لگانے لگا۔

ہرکولیس نے درخت کے تنے کو پکڑ کر پوری قوت سے زور کا جھٹکا جو دیا تو بندر دھپ سے نیچے آ گرا۔

نیچے ریت تھی جس کی وجہ سے اسے خاص چوٹ نہ آئی۔ لیکن وہ کافی دیر گم سم پڑا رہا البتہ کانٹوں سے اس کی ایک ٹانگ زخمی ہو گئی تھی۔

ہرکولیس ہنستا ہوا اس کے پاس آیا۔ چند لمحے یونہی اسے دیکھتا رہا۔ پھر اس کی پیٹھ

پر ہاتھ پھیر کر اس کی زخمی ٹانگ پر کپڑا باندھا اور اسے اپنے کندھے پر بٹھا کر سفر کے لیے روانہ ہو گیا۔

بندر کو بھی شاید ہرکولیس کی ہمدردی بھا گئی اس لیے وہ بھاگنے کی بجائے چپ چاپ اس کے کندھے پر بیٹھا رہا۔

صحراؤں میں رات کے وقت خنکی سخت سردی کی شکل اختیار کر جاتی ہے۔ اس لیے ایسے وقت میں رکنا اپنی موت کو دعوت دینا ہوتا ہے۔ اس لیے وہ تیزی سے منزل پر منزل مارنے لگا۔

کچھ دیر بعد سبزہ اور درخت غائب ہو گئے۔ اب ہر طرف ریت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ چاندنی میں ریت پر پانی کا گمان ہوتا ہے۔

بندر نے جب سردی محسوس کی تو وہ ہرکولیس کے کندھے پر رکھی ہوئی شیر کی کھال کے اندر گھس گیا۔

ہرکولیس نے تیز اور مسلسل سفر سے اپنے

جسم کو گرم رکھا۔ سورج کی کرنیں ابھی نہیں پھوٹی تھیں کہ پہاڑی جنگل شروع ہو گیا۔ جنگل اتنا گنجان تھا کہ اس کے اندر جانا مشکل نظر آتا تھا۔

ہرکولیس نے یہاں آ کر ایک گہرا سانس لیا۔ کیونکہ یہی اس کی منزل تھی۔ اسی جنگل میں کہیں بن مانسوں کی بستی تھی۔

ہرکولیس نے کندھے سے بندر کو اتارا وہ اچھلتا کودتا جنگل میں جا گھسا۔

ہرکولیس تھوڑی دیر آرام کرنا چاہتا تھا۔ لیکن کچھ دیر بعد بندر چر چر کرتا ہوا واپس آیا اور اس طرح اشارے کرنے لگا جیسے ہرکولیس کو چلنے کے لیے کہہ رہا ہو۔

ہرکولیس نے آرام کا ارادہ ترک کر دیا۔ اور بندر کے ساتھ ہو لیا۔ کچھ چڑھائی پر پہنچ کر بندر رک گیا۔ یہاں ہر طرف درخت رس بھرے پھلوں سے لدے ہوئے تھے۔

ہرکولیس سمجھ گیا کہ بندر خود بھی بھوکا ہے اور وہ ہرکولیس کو بھی کھانے کی دعوت دے

رہا ہے ہرکولیس نے ہنستے ہوئے بندر کا کان مروڑا اور وہ اچھلتا ہوا ایک درخت پر چڑھ گیا اور اوپر سے پھل توڑ توڑ کر نیچے پھینکنے لگا اس دفعہ اس نے پھل ہرکولیس کو مارے نہیں کیونکہ وہ اب اس سے دوستی کر چکا تھا۔ پھل بہت میٹھے اور لذیذ تھے۔

اچانک ہرکولیس کو اپنے قریب ہی غراہٹ سنائی دی۔ وہ چوکنا ہو گیا کہ شاید کوئی شیر اس کی طرف بڑھ رہا ہے۔ لیکن یہ غراہٹ شیر کی تو ہرگز نہیں ہو سکتی تھی۔

ہرکولیس کا ہاتھ فوراً تلوار کے دستے کی طرف گیا۔ اسی لمحے بندر ایک خوفناک چیخ مار کر اس کے اوپر آ گرا۔ ہرکولیس کو ایسے محسوس ہوا جیسے دائیں طرف جھاڑیوں میں کوئی چیز واپسی کے لئے بھاگی ہے۔ درختوں کی ٹہنیوں اور پتوں میں ایک ہلچل سی مچ گئی۔ ہرکولیس نے تلوار نکالی اور تیزی سے اُدھر لپکا۔ لیکن دور دور تک اسے کچھ نظر نہ آیا۔

بندر ہرکولیس کے کندھے پر بیٹھا اس طرح کپکپا رہا تھا جیسے بہت خوفزدہ ہو۔

ہرکولیس نے اسے تسلی دیتے ہوئے اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور پھر آگے بڑھا۔ اس کا سفر چڑھائی کی طرف تھا۔ اس وقت وہ بہت محتاط نظر آ رہا تھا۔

ہر چند قدم کے بعد وہ پیچھے مڑ کر دیکھتا ایسے لگتا تھا جیسے کوئی اس کے ساتھ ساتھ چل رہا ہو۔

پہلے تو وہ اسے اپنا وہم سمجھا۔ لیکن درختوں کی سرسراہٹ اور بندر کی گھٹی گھٹی چیخوں سے یہ وہم یقین میں بدل گیا۔ وہ رک کر جلدی سے ایک درخت پر چڑھ گیا۔ اور دور دور نزدیک چاروں طرف نگاہیں دوڑانے لگا مگر اسے کوئی چیز نظر نہ آئی۔ وہ سوچنے لگا کہ کہیں وہ طلسمی دنیا میں تو نہیں آ گیا۔ وہ تو جنگلی درندوں کی چاپ سے اندازہ لگا لیتا تھا کہ وہ کون سا جانور ہے۔

اس کے اندازے کے مطابق اب آدم خور

بن مانسوں کی بستی زیادہ دور نہیں تھی۔ وہ راستے سے جھاڑیوں کو ہٹاتا شاخوں کو کاٹتا، دوپہر سے پہلے پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گیا۔

دوسری جانب اس نے جو نظارہ دیکھا، کوئی اور ہوتا تو ڈر اور خوف کی وجہ سے بے ہوش ہو کر گر پڑتا۔

نیچے ایک بہت بڑی وادی تھی۔ چاروں طرف سے بڑی بڑی چٹانوں نے اسے اس طرح گھیر رکھا تھا کہ یہ جگہ ایک قلعے کی شکل اختیار کر گئی تھی۔ ان چٹانوں میں جگہ جگہ غاروں کے دہانے تھے ان دہانوں سے باہر ایک جگہ کئی خوفناک بن مانس بیٹھے کسی جنگلی جانور کا کچا گوشت چبا رہے تھے

بن مانسوں کے قد بڑے بڑے تھے۔ اور جسم پر لمبے بال، آنکھیں سرخ اور اندر کو دھنسی ہوئی تھیں۔ ایک نظر میں تو وہ انسان دکھائی دیتے تھے۔ لیکن ان کے چہرے اتنے خوفناک تھے کہ خدا کی پناہ، گردن نام کی چیز وہاں نظر نہیں آتی تھی۔ بس ایسا لگتا تھا جیسے کندھوں کے اوپر سر رکھا ہوا ہو۔

بندر کی نظر جب ان پر پڑی تو اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ ایک اور بن مانس سامنے کے پہاڑ سے تیزی کے ساتھ اتر کر نیچے بیٹھے بن مانسوں کی طرف آ رہا تھا۔

اس کی چال دیکھ کر ہنسی آتی تھی۔ جیسے گیند لڑھک رہی ہو۔ بازو اس طرح جھول رہے تھے جیسے ان میں جان ہی نہ ہو۔ اس کے منہ سے نکلنے والی غراہٹ بہت بھیانک تھی۔

جب اس نے دوسرے بن مانسوں کے قریب پہنچ کر منہ سے عجیب و غریب آوازیں نکالیں اور بازوؤں سے اشارے کئے تو تمام بن مانس غراتے ہوئے کھڑے ہو گئے۔

ہرکولیس کو اب خیال آیا کہ کچھ دیر قبل اس نے بار بار جس چیز کو اپنے تعاقب میں محسوس کیا تھا وہ یقیناً یہی بن مانس تھا۔ لیکن اس کو شاید حملہ کرنے کا موقع نہیں ملا یا وہ اسے گھیر کر یہاں وادی میں لانا چاہتا تھا۔

تمام بن مانس آنے والے بن مانس کے ساتھ تیزی سے پہاڑی پر اس طرف چڑھنے لگے جدھر

سے وہ آیا تھا۔

بن مانس اپنے ڈیل ڈول سے دیو نظر آتے تھے۔ وہ ابھی پہاڑ کے اوپر نہیں پہنچے تھے کہ ہرکولیس نیچے وادی میں اترنے لگا۔ لیکن اس طرح کہ ہلکی سی آواز بھی نہ ہو۔ جیسے ہی وہ وادی کے درمیان پہنچا اسکے چاروں طرف غاروں سے بن مانس غراتے ہوئے باہر نکل آئے۔

ہرکولیس اپنی دانست میں ان سے چھپ کر نیچے پہنچا تھا لیکن بن مانسوں نے اس کے گرد گھیرا ڈال لیا۔

بن مانسوں نے آہستہ آہستہ اس کے گرد گھیرا تنگ کرنا شروع کر دیا۔ اور اس سے کچھ فاصلے پر آ کر رک گئے۔ ان کے بازو کھلے ہوئے تھے۔ اور وہ اس پر اکٹھے جھپٹنا چاہتے تھے۔

ہرکولیس کے لئے ببر شیروں کی گردن مروڑ دینا معمولی بات تھی لیکن اس وقت اس کی پیشانی پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے پھوٹ

پڑے۔ تلوار اس کے ہاتھ میں تھی کہ جیسے ہی کوئی بن مانس اس پر حملہ آور ہو اس کا مقابلہ کر سکے۔

ہرکولیس کے کندھے پر بیٹھا بندر جو پہلے تو سہما ہوا تھا لیکن اب آنکھیں گھما گھما کر بن مانسوں کو دیکھ رہا تھا۔ نجانے اچانک اس کے دل میں کیا آئی کہ اچھل کر ایک بن مانس پر جھپٹا۔

بندر کے اس غیر متوقع طور پر جھپٹنے سے وہ بن مانس گھبرا سا گیا۔ ایک لمحے کے لئے سارے بن مانس اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

ان کی اس لمحے کی غفلت سے ہرکولیس نے فائدہ اٹھاتے ہوئے تلوار کا بھرپور وار کر کے ایک بن مانس کا سر اڑا دیا۔

اپنے ساتھی کی یہ حالت دیکھ کر وہ سب اتنے زور سے چنگھاڑے کہ ساری وادی گونج گئی۔ اور وہ آدم خور درندے پہلے سے زیادہ خطرناک ہو گئے۔

ایک نے ہرکولیس کی طرف واپس آتے ہوئے

بندر کو زور سے تھپڑ جو مارا تو اس کے منہ سے چیخ بھی نہ نکلی اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔

ہرکولیس کی تھوڑی سی ہمدردی پر اس نے اس کے لئے اپنی جان قربان کر دی۔

ہرکولیس کو اس کے مرنے کا از حد افسوس ہوا۔ باقی بن مانس اپنے خونخوار دانت نکالے ایک دم ہرکولیس پر حملہ آور ہوئے۔ ہرکولیس نے جھکائی دے کر نہ صرف دو کو زخمی کر دیا بلکہ اچھل کر کئی قدم پیچھے بھی ہٹ گیا۔ لیکن آخر کب تک۔ وہ درندے اتنے تیز اور طاقت ور تھے کہ تھوڑی دیر میں ہرکولیس پر چھا گئے۔

اب دانشمندی کا تقاضا یہ تھا کہ وہ طاقت کی بجائے عقل سے کام لے۔ وہ کافی تھک بھی چکا تھا۔ اس لئے اس نے تھوڑا تھوڑا پیچھے ہٹنا شروع کر دیا۔ اور پھر بھاگ کر پہاڑ پر چڑھنے لگا۔

بن مانس اپنے بھاری بھرکم وجود کی وجہ سے اس کا تعاقب کرنے میں ناکام رہے۔

ہرکولیس نے رات ایک ایسے درخت پر گزاری جو بہت اونچا اور محفوظ تھا۔ اس نے رات بھر آنکھ نہ جھپکی کیونکہ بن مانس اسے تلاش کرنے میں ایک ایک جگہ چھان رہے تھے۔ اگلے روز وہ ایک لمبا چکر کاٹ کر اس طرف سے نیچے اترنے کا ارادہ لے کر آگے بڑھا۔ جدھر بن مانسوں کے غار تھے۔ اس کا خیال تھا کہ بن مانس ساری رات پاگلوں کی طرح پھرتے رہے ہیں۔ اس لئے اب وہ غاروں میں گہری نیند سو رہے ہوں گے۔ وہ ایک تنگ راستے سے بڑے محتاط انداز میں اتر رہا تھا۔ راستہ ختم ہونے پر جیسے ہی وہ گھوما تو ایک ـــــ دہانے پر اسے دو بن مانس نظر آئے جو بیٹھے اونگھ رہے تھے۔ اچانک اسی

غار سے کسی بہت ہی چھوٹے بچّے کے رونے کی
آواز پر ہرکولیس چونکا۔ اسی وقت ہرکولیس کے پاؤں
کی ٹھوکر لگنے سے ایک پتھر لڑھکتا ہوا نیچے جا
گرا جس کی آواز پر بن مانس ہوشیار ہو گئے
اور ہرکولیس کو دیکھتے ہی چنگھاڑتے ہوئے اسکی
طرف لپکے۔ ابھی ہرکولیس سنبھلا ہی نہیں تھا۔
کہ ایک بن مانس نے زور کا ہاتھ مار کر تلوار
اس کے ہاتھ سے گرا دی۔

اب ہرکولیس کو خالی ہاتھ ان کا مقابلہ کرنا
تھا۔ جیسے ہی بن مانس اس کے قریب آئے۔
اس نے اُچھل کر ایک کے سینے پر اپنے دونوں
پاؤں سے حملہ کر دیا۔ اور دوسرے کی گردن پر
اپنا فولادی مُکّہ مارا۔ پھر تو ہرکولیس نے ان پہ
پے در پے حملے کر کے انہیں ادھ موا کر دیا

اس وقت اس کی پھُرتی قابلِ دید تھی۔ جس
غار سے بچّے کے رونے کی آواز آ رہی تھی،
اس وقت ہرکولیس کی اس طرف پیٹھ تھی۔ اور وہ
اس سے بے خبر تھا کہ غار سے ایک خوبصورت
عورت ایک چٹان کی اوٹ سے ان کی لڑائی کا

نظارہ کر رہی تھی۔ عورت کے چہرے پر ایسی اداسی
اور خوف تھا کہ وہ برسوں کی بیمار نظر آتی
تھی ہرکولیس نے دونوں بن مانسوں کو ایک ایک
کر کے اوپر لیجا کر دوسری طرف نیچے پھینک دیا
جب وہ واپس پلٹا تو وہ عورت ہرکولیس ہرکولیس
چیختی ہوئی اس کے پاس آئی۔ یہ ہیپو تھی۔

ہرکولیس نے کہا" ہیپو! تم یہاں کیسے؟ ننھا
شہزادہ اور میرے بھائی کہاں ہیں"؟

ہیپو بولی۔" تمہارے منع کرنے کے باوجود ہم
جلد منزل پر پہنچنے کے لئے ادھر سے گزر رہے
تھے کہ اچانک بن مانسوں نے ہم پر حملہ کر دیا۔
میں شہزادے کو لیکر غار میں جا چھپی۔ میرا خیال
ہے کہ تمہارے بھائی بھی کسی جگہ پناہ لئے
ہوئے ہوں گے۔

ہرکولیس نے کہا" میں تو سوچ رہا تھا کہ تم
منزل پر پہنچ چکے ہو نگے"۔ پھر تعجب سے بولا۔
"کیا بن مانس اس غار کے اندر نہیں آئے"؟
ہیپو نے کہا" نہیں، میں خود اس بات پر
حیران ہوں کہ بن مانس کھانے پینے کی چیزیں

ہمارے پاس غار کے اندر پھٹکتے رہتے ہیں اور ان کا غار کے باہر بیٹھے رہنے سے ایسا معلوم ہوتا ہوتا تھا جیسے وہ ہماری حفاظت کے لئے پہرہ دے رہے ہوں۔"

ہیپو ہرکولیس کو غار کے اندر لائی جہاں چند دنوں کا ننھا سا شہزادہ نرم نرم گھاس پہ لیٹا ہوا روتے روتے سو گیا تھا۔

ہیپو نے شہزادے کو اٹھایا اور جلدی سے غار سے باہر نکل آئے۔ ہرکولیس نے اسے کہا یہ بن مانس آدم خور ہیں۔ حیرت ہے انہوں نے تم لوگوں کو چھوڑ دیا ہے۔"

ہرکولیس شہزادے کی حفاظت کے پیش نظر فوراً کسی محفوظ مقام پر چلا جانا چاہتا تھا۔

اچانک اس نے بہت سے بن مانسوں کو چنگھاڑتے ہوئے تیزی سے اپنی طرف آتے دیکھا۔ چونکہ وہ ابھی ان سے بہت دور تھے اس لئے ہرکولیس ہیپو کو لیکر گنجان جنگل کی طرف بھاگا۔ اور ایک ایسے جھنڈ میں جا کر پناہ لی جہاں درختوں نے چاروں طرف دیوار

کی شکل اختیار کر لی تھی اور اس کے اندر کسی درندے کا پہنچنا مشکل تھا۔

دن کا باقی حصہ انہوں نے سو کر گزارہ کیونکہ رات کو خونخوار دشمن کا خطرہ زیادہ تھا۔ آدھی رات کا وقت تھا اچانک ایک شور سا اٹھا اور جنگل چنگھاڑوں سے گونج اٹھا۔ یہ آوازیں بن مانسوں کی تھیں۔ دوسرے جانور یا تو ان کے خوف سے بھاگ گئے تھے یا ان کا نوالہ بن گئے ہرکولیس نے ہیپو کو اسی جگہ بیٹھے رہنے کی ہدایت کی اور تلوار لے کر اس طرف بڑھا جدھر سے شور اٹھا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ روشنی میں نہا گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ اس کے بھائیوں کے ہاتھ میں لمبی لمبی لکڑیاں ہیں جن کے سروں پر آگ کے شعلے اٹھ رہے تھے۔ اور بن مانسوں کا پورا غول ان پر یلغار کرنے کے لئے ان کی طرف بڑھ رہا ہے اور وہ اسی آگ سے اپنا دفاع کر رہے تھے۔

بھائیوں کو زندہ سلامت دیکھ کر اس نے خدا کا شکر ادا کیا۔ اب وہ سوچ رہا تھا

کہ بن مانسوں سے نپٹنے کے لئے کیا تدبیر کی جائے کیونکہ آگ کے بجھتے ہی ان کا ہرکولیس کے بھائیوں پر جھپٹ پڑنا ڈھکی چھپی بات نہ تھی۔ بن مانسوں کی طرف اس کی پشت تھی وہ ان کے قریب پہنچ کر بہت زور دار آواز سے گرجا۔ ایسا لگتا تھا جیسے زمین ہلنے لگی ہے۔ وہ بعض دفعہ دشمنوں کو خوفزدہ کرنے کیلئے اس حربے کا استعمال بھی کرتا تھا۔ بن مانس ایکدم پلٹ پڑے لیکن اس سے پہلے ہرکولیس اپنی تلوار سے ایک کا سر اتار چکا تھا۔

اُدھر ہرکولیس کے بھائیوں نے جب ہرکولیس کو دیکھا تو ان میں نیا جوش اور ولولہ پیدا ہو گیا۔ انہوں نے آگ کی ایسی ہی بیسیوں مشعلیں اور جلا لیں اور پوری آواز سے شور مچاتے ہوئے بن مانسوں پر حملہ کر دیا۔ اُدھر ہرکولیس کی تلوار بجلی کی مانند کوند رہی تھی۔

بن مانس کچھ ایسے گھبرائے کہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ ہرکولیس کے بھائی اس سے آ ملے۔ ان کے

یہاں آنے کی کہانی تو ہرکولیس سُن چکا تھا لیکن اسے اس پر تعجب تھا کہ وہ ہیبو اور شہزادے کو چھوڑ کر کہیں چھپ کیوں گئے تھے یہ تو بزدلی تھی۔

اس کے بھائیوں نے بتایا کہ ہیبو اپنے بچاؤ کی خاطر جب غار میں جا چھپی تو بن مانسوں نے اس غار کی باقاعدہ نگرانی شروع کر دی تھی اور وہ بن مانسوں کو ختم کرنے کے لئے موقع کی تلاش میں تھے۔ لیکن انہیں ہمارے ٹھکانے کا علم ہو گیا۔ ایکدم غول کا غول پہنچ گیا تھا۔

ہرکولیس نے اپنے تمام واقعات انہیں بتاتے ہوئے کہا۔ دراصل وہ مجھے ڈھونڈتے ہوئے تم لوگوں تک پہنچ گئے تھے۔

اس کے بھائیوں نے کہا۔ "ہاں ہرکولیس! اگر تم نہ پہنچ جاتے تو ہم میں سے ایک آدھ کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑتے۔

ہرکولیس اگر چاہتا تو سب کو لے کر اسی وقت آدم خور بن مانسوں کی وادی سے

نگل جاتا لیکن انسانی زندگیوں کے دشمنوں کا وہ سخت دشمن تھا۔

اس نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ کل سورج نکلتے ہی میں ہیپو کو لیکر وادی میں جاؤں گا۔ اور تم مشرق کی جانب عین پہاڑ کی چوٹی کے اوپر پہنچ گئے۔ وہاں ایک بڑا سا چٹان نما پتھر ہے۔ نیچے سے میں جیسے ہی اشارہ کروں تم پوری قوت سے اس پتھر کو نیچے لڑھکا دینا۔

اگلی صبح ہرکولیس کے بھائی اس کے کہنے کے مطابق پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے اور وہ خود ہیپو اور شہزادے کے ساتھ وادی میں کھڑا ہو گیا۔ ایک بن مانس کی ان پر نظر پڑی۔ پھر تو چنگھاڑوں سے فضا گونجنے لگی۔ بن مانس اپنی پناہ گاہوں سے نکل کر مست ہاتھیوں کی طرح جھومتے ہوئے ان کی طرف بھاگتے چلے آ رہے تھے۔

اتنے بہت سارے درندوں کو دیکھ کر ہیپو ڈر کر جو بھاگی تو شہزادہ اس کے ہاتھوں سے گر پڑا۔ ایک بن مانس نے چیخ ماری اور اچھل

کر شہزادے کے پاس پہنچا۔ تلوار ہرکولیس کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے اسے ہوا میں لہرایا لیکن اس سے پہلے بن مانس نے ننھے منے شہزادے کو اٹھا کر ایک اونچی جگہ پر جہاں خوب گھاس تھی لٹا دیا۔

یہ دیکھ کر ہرکولیس نے سوچا۔ معصوم بچوں سے تو یہ آدم خور بھی پیار کرتے ہیں لیکن ایک ظالم کرانوس ہے جو اپنی ہی اولاد کی جان کا دشمن ہے۔ اس وادی کو آدم خوروں کی بستی کہنے کی بجائے ہیلیس کے محل کو آدم خور کا بسیرا کہنا چاہیئے۔

اسی لمحے ہرکولیس اچھل کر پیچھے ہٹ گیا کیونکہ دو بن مانسوں نے اس پر جھپٹنے کے لئے اکٹھے ہی چھلانگ لگا دی تھی۔

ہرکولیس کے اپنی جگہ سے ہٹ جانے کی وجہ سے دونوں بن مانس منہ کے بل زمین پر آ گرے۔ ان کے حلق سے نکلنے والی کراہیں بہت خوفناک تھیں۔ پھر اگلے ہی لمحے تمام بن مانس اپنے بازو پھیلائے اسے قہر آلود نظروں سے گھورتے ہوئے اس کی جانب بڑھنے لگے۔ ہرکولیس آہستہ

پیچھے ہٹنے لگا اور مشرق کی سمت عین اس جگہ پہاڑ کے نیچے پہنچ گیا۔ جہاں اوپر پہاڑ کی چوٹی پر اس کے بھائی کھڑے تھے۔

اس کا اشارہ پاتے ہی انہوں نے چٹان جتنا بڑا پتھر نیچے دھکیل دیا۔ اس کی گڑگڑاہٹ سن کر تمام بن مانسوں نے اوپر جو دیکھا تو سورج کی تیز روشنی نے ان کی آنکھیں چکا چوند کر دیں اور وہ کچھ نہ دیکھ سکے۔ پتھر ان کے سروں پر گرا۔ اسطرح تمام آدم خور بن مانس اکٹھے لقمہ اجل بن گئے۔

وادی کو آدم خور بن مانسوں سے پاک کرنے کے بعد ہرکولیس نے ہیپو، ننھے شہزادے اور بھائیوں کو جزیرہ کریٹ روانہ کیا اور خود واپس ہیلس پہنچا تاکہ کرانوس کو اس کی اطلاع کرنے کے ساتھ ساتھ اس بات کا پتہ بھی چلائے کہ کہیں کرانوس کا شک باقی تو نہیں۔

وہاں سے ہر طرح کا اطمینان کرنے کے بعد وہ بھی اپنی ریاست میں چلا گیا۔

ہرکولیس نے ملکہ حریرہ کے بیٹے کا نام "زیوس" رکھا۔ اور اس کی پرورش بڑے ناز و نعم سے

کی۔ شہزادہ زیوس جب بڑا ہوا تو وہ بہت طاقتور، مضبوط اور لمبے قد کا جوان تھا۔ ہرکولیس نے اسے اس کے باپ کے ظلم اور ماں کی بیچارگی کے متعلق بتایا تو وہ جزیرہ کریٹ سے ہیلس چلا گیا۔ اس نے اپنے باپ کرانوس کو مقابلے میں شکست دی اور اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد زیوس ہیلس ــــ کا بادشاہ بنا اور ہر طرف امن و امان اور عدل و انصاف قائم ہو گیا۔

ختم شد